Regd No P 57

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۳ رجون رات ۸ بجے صبح ایدہ لاحضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج کی رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت کسی قدر بہتر ہے۔ احباب جماعت دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۲۳ رجون محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان ... تا حال سفر حیدرآباد سے واپس تشریف نہیں لائے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو ... قادیان ... زیارت مقامات مقدسہ کی غرض سے تشریف لائے۔

... مکرم بشیر محمود صاحب ... اور مکرم محمد ادریس صاحب ... ۲۰ رجون کو تشریف لا کر مورخہ ۲۱ رجون کو واپسی کے سفر کیلئے روانہ ہو گئے۔ مکرم احمد شمشیر صاحب ... مورخہ ۱۸ کو ... محمد سوتیا صاحب ... مورخہ ... کو قادیان تشریف لائے اور تا حال اس جگہ تشریف فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ... کو مقامات مقدسہ کی برکات سے مستفیض ہونے کی توفیق دے اور سفر و حضر میں ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین۔

جلد ۱۱ | ۲۸ احسان ۱۳۴۲ ہش ۲۴ محرم ۱۳۸۲ھ ۲۸ رجون ۱۹۶۲ء | نمبر ۲۶

افریقہ میں اسلام کی شاندار ترقی

بجو شیدائے جوانان تابدیں قوت شود پیدا ٭ بہار و رونق اندر روضۂ ملت شود پیدا

(از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج احمدیہ مسلم مشن مدراس)

بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا ایمان افروز اور روح پرور اعلان
آج سے قریباً ستر سال قبل

جب اسلام پر چو طرفہ حملے ہو رہے تھے اور مسلمان ان حملوں کی تاب نہ لا کر مایوسی اور نا امیدی کا شکار ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ نے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کو اسلام کی دفاع، حمایت اور تبلیغ و اشاعت کے لئے مبعوث فرمایا اور آپ نے ان امید افزاء اور روح پرور الفاظ میں دنیا کو بشارت دی کہ

" اسلام کے لئے پھر اس تازگی کا دن آئے گا۔ جو پہلے وقتوں میں آچکا ہے اور وہ آفتاب اپنے پورے کمال کے ساتھ پھر چڑھے گا۔ جیسا کہ پہلے چڑھ چکا ہے "۔ (فتح اسلام)

نیز فرمایا :-

دین کی نصرت کیلئے اک آسمان پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

اسلام کی زندگی کیلئے ایک فدیہ

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے اپنی جماعت کے افراد اور ان لوگوں کو جو دین اسلام سے ہمدردی رکھتے اور اس کی ترقی و شوکت کے خواہاں تھے مخاطب فرمائی۔ کہ وہ اسلام کے احیاء اور نشأۃ ثانیہ کے لئے ہر قسم کی قربانی دیں۔ فرمایا :-

" اسلام کا زندہ ہونا ہم سے ایک فدیہ مانگتا ہے۔ وہ کیا ہے؟ ہمارا اسی راہ میں مرنا یہی موت ہے۔ جس پر اسلام کی زندگی، مسلمانوں کی زندگی اور زندہ خدا کی تجلی موقوف ہے "۔ (فتح اسلام)

چنانچہ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی ساری زندگی اس جہاد کبیر کے لئے وقف رہی اور آپ تائید ایزدی اور نصرت ربانی کی برکت سے ہر میدان میں کامیاب و کامران اور مظفر و منصور ہوئے۔ نیز خدمت اسلام و اشاعت دین کا ایک ایسا ولولہ اور جوش اپنی جماعت کے اندر پیدا کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں آپ کی وفات کے بعد بھی آپ کی جماعت نے اس مقدس مشن کو ہمیشہ پیش نظر رکھا۔ اور مختلف ممالک اور براعظموں میں تبلیغی مراکز قائم کر کے ایک منظم پروگرام کے ماتحت اپنی مسلسل مساعی کو جاری رکھا ہے۔ جس کے خوشکن نتائج منظر عام پر آ رہے ہیں۔ اسلام کا پیغام اکناف عالم میں پھیل رہا ہے۔ اسلامی لٹریچر کو دنیا کی مختلف زبانوں میں ترجمہ کر کے پھیلایا جا چکا ہے۔ اور مختلف رنگ و نسل کے کئی لاکھ لوگوں کو اسلام میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔

براعظم افریقہ میں تبلیغی سرگرمیاں

مثال کے طور پر صرف تاریک براعظم افریقہ کو ہی لیا جائے۔ وہاں جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مولانا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت سب سے پہلے مغربی افریقہ کے ممالک سیرالیون۔ گولڈ کوسٹ اور نائیجیریا میں ۱۹۲۱ء میں تبلیغی مراکز قائم کئے گئے۔ ان مشنوں کو خدا تعالیٰ نے ابتداء میں ہی برکت دی۔ اور بُت پرست اور عیسائی اقوام میں سے ہزارہا افراد تھوڑے عرصہ میں حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔ اب تک درجنوں مجاہدین اس علاقہ میں تبلیغ اسلام کا فریضہ بجا لا رہے ہیں۔ اسی طرح ۱۹۳۴ء میں مشرقی افریقہ میں تبلیغی مرکز قائم کیا گیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اس مشن کی شاخیں اس علاقہ کے مختلف حصوں میں قائم ہو گئیں۔ انگریزی۔ سواحیلی اور لوگنڈا زبان میں وسیع پیمانہ پر اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا حتی کہ قرآن مجید کا ترجمہ سواحیلی زبان میں شائع ہوا۔ جو قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے۔

احمدیہ پریس

مشرقی و مغربی افریقہ میں مشنوں کے قیام کے بعد کئی مساجد تعمیر کی گئیں۔ تعلیمی ادارے بھی جاری کئے گئے۔ اس کے علاوہ اسلام کی آواز کو مؤثر رنگ میں عوام اور حکام تک پہنچانے کے لئے مندرجہ ذیل اخبارات و رسائل شائع ہو رہے ہیں۔

۱۔ The Sunrise (گولڈ کوسٹ)
۲۔ البشریٰ (نیروبی)
۳۔ The Truth (نائیجیریا)
۴۔ The African Crescent (سیرالیون)
۵۔ The Outline of Islam (نائیجیریا)

جماعت کی ترقی کے بارہ میں مخالفین کا کھلا اعتراف

تاریک براعظم کے ان اسلامی مشنوں میں احمدی مجاہدین کی مسلسل جدوجہد اور قربانی سے کلمۂ اسلام بلند ہو رہا ہے اور ہزاروں کی تعداد میں غیر مسلم اور عیسائی بت پرستی اور عیسائیت کو خیرباد کہہ کر حلقہ بگوش اسلام ہو رہے ہیں۔ اس براعظم میں عیسائیت کی ترقی کافی حد تک رُک چکی ہے۔ مگر اس کے برعکس اب اسلام دن دُگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ جہاں تک کہ مخالفین اسلام اعتراف کر رہے ہیں۔

(۱) "Islam was going to become the Religion of Africa" (Hindu madras 14-6-62)

کہ افریقہ کا آئندہ مذہب اسلام ہوگا۔

(۲) اسی طرح امریکہ کا اخبار "نیویارک ٹائمز" اپنی اشاعت مورخہ ۱۶ رنومبر ۱۹۵۳ء میں رقمطراز ہے۔ کہ

" اسلام مغربی افریقہ میں ترقی کی راہ پر گامزن ہے ۔۔۔۔ یہ مذہب آخر کار تمام علاقے کو اپنی آغوش میں لے لے گا "

(۳) مشہور رسالہ لائف "Life" اپنی اشاعت مورخہ ۱۸ راگست ۱۹۵۵ء میں اعتراف کرتا ہے کہ

" مغربی افریقہ کے بعض علاقوں میں جہاں عیسائی مشنری اور اسلامی مبلغ مقابلہ کر رہے ہیں عیسائیت میں داخل ہونے والے ایک شخص کے مقابل پر اسلام میں دس افراد داخل ہوتے ہیں "

(باقی صفحہ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماہانہ آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۲۸ جون ۱۹۶۲ء

صداقتِ احمدیت کا غیر معمولی اثر

کتابچہ میں دوسری جگہ صدق جدید لکھنؤ کے حوالے سے حیدرآباد کے نو احمدی دوست کا ایک دوسرا مراسلہ شائع کیا جا رہا ہے۔ اس سے قبل صدق جدید میں شائع شدہ اسی دوست کا پہلا مراسلہ مع مدیر صدق کے تبصرہ کے ۱۷ مئی کے بدر میں نقل کیا گیا تھا۔ مولانا دریابادی صاحب کو مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ آف حیدرآباد کے متعلق یہ شکایت ہے کہ قبول احمدیت کے سلسلہ میں موصوف نے عجلت سے کام لیا اور بغیر زیادہ غور و فکر کیا اور نہ اپنے حلقہ احباب سے اس بارہ میں تبادلہ خیالات کر کے بقول مولانا صحیح نقطۂ نظر سے آگاہی حاصل کی ورنہ وہ اس جماعت میں شمولیت کا انتہائی اقدام نہ کر پاتے۔

زیر نظر دوسرے مراسلہ میں بیعت کنندہ نے اس بات کی پوری تفصیل دیدی ہے اور آپ بیتی کے رنگ میں مبینہ عجلت کی حقیقت کو بھی واضح کر دیا ہے۔ اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ شخص جو قبول احمدیت سے قبل اپنے حلقہ احباب میں کس قدر مقبول اور معزز سمجھا جاتا ہے اور اس کے خیالات و نظریات کو خاص اہمیت دی جاتی ہے۔ بلکہ اور تو اس کے کردار کو بطور مثال پیش کیا جاتا ہے مگر حلقہ بگوش احمدیت ہوتے ہی مخالفین کو اس کی عقل و فہم پر طرح طرح کی خامیاں نظر آنے لگتی ہیں! حالانکہ شخص وہی ہوتا ہے۔ البتہ اللہ تعالیٰ نے اپنی غیر معمولی رحمت و فضل سے حق و صداقت کی طرف اس کی رہنمائی کر دی ہوتی ہے اور نفس نکالنے والے سوختہ دامنی ظلمت میں پڑے ہوتے ہیں۔ اگر وہ بھی انداز فکر کو ہی نہج پر چلائیں اور کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن کے مطابق احمدیت کا مطالعہ کریں تو انہیں بھی اس مقدس جماعت میں صد قسم کے انوار و برکات نظر آئیں۔ ان کے ایمان و ایقان میں بھی ایک تازگی پیدا ہو جائیں۔ مگر اپنے ایمان کی اور اس کی حقیقت کو تو صاحب حال ہی جانتا ہے۔ محض معقول بحثوں سے سوائے دماغ سوزی کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اسی تبصرہ کے آخر میں آپ نے احمدیت کے بارہ میں اپنے علماء کو چند مفید مشورے بھی دیئے تھے جن پر غور کرنے کی پہلی اور بڑی شرط اسی کو قرار دیا کہ علماء کرام خشونت اور بے دردی کے ساتھ فتویٰ تکفیر کے کام کو چھوڑ کر بعض امور پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اور بطور خاص طور پر مندرجہ ذیل امور پر اسی طریق پر علماء کو دعوت فکر دی:-

● — وہ کونسے محرکات ہیں جو احمدیت کی طرف لے جاتے ہیں۔

● — کیا کیا ترغیبات عقلی و نفسی ہیں جو پیدائشی مسلمان کو احمدیوں کے گروہ میں جا شامل کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی بتایا کہ

اگر جماعت احمدیہ کی طرف سے کچھ عقلی مغالطے (؟) دیئے جاتے ہیں۔ تو شستہ اور سنجیدہ علمی انداز سے عام فہم زبان میں ان کی تردید کی جائے — اور اگر اخلاقی خوبیاں اس جماعت میں نظر آجائیں تو انہیں بلا از جلد اپنا لینا چاہیئے کہ وہ جماعت اس حیثیت سے ہستی رہ جائے۔" ملخصاً

اگرچہ مولانا صاحب نے علماء کرام سے ان محرکات کی تلاش کی خواہش ظاہر کی ہے جو عام مسلمانوں کو احمدیت کی طرف لے جاتے ہیں۔ لیکن اگر دیکھا جائے تو پہلا اور بڑا محرک تو عصر حاضر کے علماء ہی کا ایک مخصوص نمونہ ہے جس کی طرف خود موصوف نے بڑے ہی محتاط الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ مگر امید نہیں کہ علماء کرام اپنی عادت مستمرہ کو ترک کر کے مدیر صدق کے مشورہ پر عمل درآمد کریں۔ مثبت پہلو سے دین کی خدمت و اشاعت کا حقیقی کام تو ان سے ہونے سے رہا کیا مدیر صدق چاہتے ہیں کہ وہ کفر سازی کے آتش مشغلہ کو بھی ترک کر دیں۔ جو ان کے ہاتھ میں مخالف پر غلبہ پانے کا ایک کارگر حربہ ثابت ہو چکا ہے۔ اُن کی بلا سے کہ زمانہ کے تقاضے بدل گئے اور دنیا کو کسی اور ہی طرح کی اسلام کے نمائندگان سے توقعات ہیں!!

نمبر دو تو ایک ضمنی سی بات تھی اصل بات یہ ہے کہ احمدیت ایک آسمانی آواز ہے جو عصر حاضر میں اسلام کی صحیح اور معقول عملی تصویر دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے۔ آپ ایک ایک کر کے جملہ اسلامی فرقوں کا جائزہ لے لیں کیا بلحاظ عقائد صحیحہ کے اور کیا بلحاظ اعمال و کردار کے بجز احمدیہ جماعت کے کوئی بھی فرقہ ہے جو عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اسلام کے خادم کی صورت میں میدان عمل میں نکل

سکتا ہو!!

ایک شخص جسے زندہ مذہب اسلام سے حقیقی محبت ہے اور قرآن اس میں زندگی کے آثار دیکھنا چاہتا ہے نہ صرف اپنے گرد و نواح میں بلکہ خود اپنے نفس میں بھی ایک بڑی خوشگوار تبدیلی چاہتا ہے۔ ناممکن ہے کہ وہ اپنے گوہر مقصود کو پا لے جب تک کہ اس کا دل نئے اور تازہ ایمان سے نہ بھر جائے۔ یہ زندہ ایمان ہی کا نتیجہ ہے کہ اس کے اندر ایک نمایاں تبدیلی آجاتی ہے اور یہ چیز کسی ایسے وجود کے ساتھ تعلق قائم کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی جس کا اپنا تعلق خدا تعالیٰ کی ذات سے مستحکم ہو اور اس کی درگاہ میں محبوب و مقبول ہو۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ کچھ مدت گزر جانے کے بعد بڑے سے بڑے تاکیدی عہود و مواثیق کو بھول جاتا ہے۔ اسے ضرورت ہوتی ہے کوئی یاد دہانی کرانے والے کی جو اُسے جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر خواب غفلت سے بیدار کرے۔ یہی وہ چیز ہے جس کی طرف قرآن پاک میں اہل کتاب کو بایں الفاظ توجہ دلائی گئی ہے:-

یا اھل الکتاب قد جاءکم
رسولنا یبین لکم علیٰ
فترۃ من الرسل ان
تقولوا ما جاءنا من بشیر
ولا نذیر (مائدہ ع ۳)

ایک لمبے عرصہ تک دنیا کا کسی ہادی و ہوا کے بغیر رہنا اصل محرک ہے جسی اخوت الی الحق کی تلاش و جستجو کا اور اسی کی طرف سر فطرت سلیمہ میلان رکھتی ہے اور اس کے مل جانے سے دلی سکینت و اطمینان باقی ہے ..... بالکل یہی صورت اس جگہ ہے بار وجود شدید سے شدید مخالفت کے احمدیت کی طرف ایک دنیا کی توجہ کا اصل باعث بھی اگر کوئی ہے تو یہی کہ ایک لمبے عرصہ کے امساک باراں کے باعث دلوں کی زمین سخت خشک ہو چکی تھی۔ اب نیک طبائع بڑی ہی بیتابی سے آسمانی بارش کی انتظار میں ہیں جوں جوں کسی کو ان پاکیزہ قطرات تک رسائی ہوتی چلی جاتی ہے وہ پیاسوں کی طرح اس طرف دوڑے چلے آتے ہیں۔ اس صورت میں اگر علماء ظاہر کوشش بھی کریں کہ احمدیت کی طرف دنیا کے رجحان کو روک دیں تو انہیں سخت ناکامی کا منہ دیکھنا ہوگا اس لئے کہ یہ آسمانی فیصلہ ہے جسے زمین والے رد نہیں کر سکتے۔

رہی عقلی مغالطوں کی بات جو بقول مولانا دریابادی صاحب جماعت احمدیہ کی طرف سے احمدیت کی صداقت کو ثابت کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں جن کی تردید کے لئے آپ حضرات علماء کو شستہ اور سنجیدہ علمی انداز اختیار کرنے کی تلقین فرما رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہاں تو کوئی مغالطہ ہے ہی نہیں جس کے لئے علماء کرام کو تکلیف کرنے کی ضرورت ہو۔ البتہ اگر ضرورت ہے تو علماء کرام کو سنجیدگی سے غور و فکر پر آمادہ کرنے کی اور حق نظر آجانے کے بعد اسے قبول کر لینے کی۔

جہاں تک ان اخلاقی خوبیوں کا تعلق ہے جو جماعت احمدیہ میں باوجود یکہ خاتم النبیین کو اپنے لینے کی تلقین کی گئی ہے اس سے بڑھ کر ایک سچے مسلمان کی اور کونسی خواہش اور تمنا ہو گی کہ تمام کلمہ گو حضرات نیک بن جائیں اور ایک ہو جائیں تب تو اختلاف و مغایرت کا قصہ ہی تمام ہو جائے۔ لیکن یہ کام بھی چنداں سہل اور آسان نہیں۔ اس کے لئے تو بڑے مجاہدہ اور لگاتار کوشش اور بڑی قربانیوں کی ضرورت ہے جس کے لئے شاید علماء کرام وقت نہ نکال سکیں!!

مذکورہ بالا باتیں تو ہمارے نو احمدی بھائی کے پہلے مراسلہ پر مولانا دریابادی صاحب کے تبصرہ سے متعلق تھیں۔ باقی آئندہ پر

مکرم شبیر محمد صاحب لوکھی درویش قادیان کی وفات

افسوس ہمارا ایک اور درویش بھائی وفات پاکر اس جہاں میں ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا انا للہ و انا الیہ راجعون۔ میاں شبیر محمد صاحب لوکھی جو شروع زمانہ درویشی سے قادیان میں پورے اخلاص اور خدمت دین کے جذبہ سے فروکش تھے۔ مورخہ ۲۰ جون کو لاہور میں فوت ہو گئے۔ مرحوم کو کچھ عرصہ سے ان کے گلے کی غدود میں بہت پھول گئی تھیں اور کھانا نگلنا مشکل ہو گیا تھا اسلئے وہ علاج کی غرض سے پاسپورٹ پر پاکستان گئے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی نے از راہ شفقت انہیں میو ہسپتال لاہور میں بھجوایا۔ تشخیص کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ دراصل یہ سرطان کا مرض تھا جو گلے اور پھیپھڑوں وغیرہ میں پھیل چکا تھا جس سے وہ جانبر نہ ہو سکے اور لاہور ہی میں اپنے مالک حقیقی کو جا ملے۔ موصی ہونے کے باعث مرحوم کا جنازہ ربوہ لے جا کر مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور ان کے پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ ان کا چھوٹا بھائی میاں نور محمد صاحب لوکھی بھی قادیان میں بطور درویش فروکش ہیں اور ان دنوں وہ بھی پاسپورٹ پر پاکستان گئے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے بھائی کی وفات کے صدمہ کو صبر کے ساتھ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا لجنہ اماء اللہ لاہور سے خطاب

اپنے مقام کو سمجھو اور صحابیات کے نمونہ پر چلتے ہوئے دین کیلئے کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی کوشش کرو

فرمودہ ۴ رجون ۱۹۵۰ء بمقام رتن باغ لاہور

(۲)

اس میں ایک طرف تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ تم میرے ساتھ دعاؤں اور گریہ وزاری میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کا نور ظاہر ہو اور دشمن کی شرارتیں دور ہوں اور جیسا کہ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں اس حکم میں مرد بھی شامل ہیں اور عورتیں بھی شامل ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف مردوں کی طرف مبعوث نہیں ہوئے تھے عورتوں کی طرف بھی مبعوث ہوئے تھے۔ دوسرے

اس میں اس طرف توجہ دلائی گئی ہے

کہ جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہدایت آتی ہے۔ اور اس کی طرف سے نور کا ظہور ہوتا ہے ہمیشہ لوگ اسے پلٹ کر دوسری طرف لے جانے کی کوشش کرتے ہیں اور اچھی چیز کو بگاڑنے لگ جاتے ہیں۔ اور جب کبھی دنیا کو [illegible] یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ انہیں اخلاق کی حدود کے اندر رہنا چاہیئے اور بے پردگی سے بچنا چاہیئے۔ تو مرد جھٹ انہیں کال کوٹھڑیوں میں بند کر دیتے ہیں۔ اور جب یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ عورتوں کو آزادی دینی چاہیئے تو جھٹ انہیں ننگے سر لے آتے ہیں۔ اور سڑکوں پر بے پردہ پھرانے لگ جاتے ہیں۔ گویا فلق کے مقام پر کھڑے ہونے کے لئے وہ تیار نہیں ہوتے۔ یا تو پورے دن والی حالت پر چلے جائیں گے یا پوری رات والی حالت میں چلے جائیں گے۔

پو پھٹنے کا مقام

وہ ہوتا ہے جہاں رات اور دن ملتے ہیں مگر اس مقام پر کھڑا ہونے کے لئے نہ مرد تیار ہوتے ہیں اور نہ عورتیں تیار ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے کہ شراب حرام ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ اس میں کچھ فوائد بھی ہیں۔ اب اس حکم کو سن کر ایک قوم نے کہا کہ جب شراب میں فوائد ہیں تو لاؤ شراب کے مٹکے تاکہ ہم صبح و شام پئیں۔ اور بدمست رہیں۔ اور دوسروں نے کہا کہ جب شراب حرام ہے تو خواہ [illegible] مر رہا ہو اور اسے شراب کی ضرورت ہو پھر بھی اسے شراب نہ دو۔ حالانکہ شراب دوائیوں میں پڑتا ہے جتنی ٹنکچرز ہیں سب شراب سے تیار ہوتی ہیں سپرٹ ہمیشہ تیز ہوتی ہیں۔ مثلاً وائنم۔ اپیکاک۔ سپرٹ امونیا ایرومیٹک۔ ٹنکچر آیوڈین وغیرہ سب شراب ہوتی ہے گو اس کے صرف چند قطرے ہی ہوتے ہیں۔ مگر بہر حال شراب

دوائی کے طور پر

انسان استعمال کر سکتا ہے اور شریعت نے اس کی ممانعت نہیں کی۔ لیکن ایک گروہ نے کہہ دیا کہ شراب دوائی کے طور پر بھی استعمال نہیں کی جا سکتی۔ اور دوسرے نے کہہ دیا کہ مٹکے کے مٹکے پی جاؤ تو کوئی حرج نہیں۔ پردہ نے عورتوں پر اتنا تشدد کیا کہ جب وہ باہر نکلتیں تو انہیں ڈولیوں میں بٹھاتے بلکہ فخریہ کہا کرتے کہ ڈولی گھر میں آئے گی اور ڈولا مر کر نکلے گا۔

درمیانی مقام

جس پر شریعت قائم کرنا چاہتی ہے اس کو اختیار کرنے کے لئے دونوں تیار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے کہ تو کہہ اعوذ برب الفلق۔ یعنی تجھ کو ایک ایسا نور دینے والے ہیں۔ مگر اس نور کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ لوگ اسے ادھر کھینچیں گے اور کچھ ادھر کھینچیں گے۔ وسطی مقام جس پر تو کھڑا ہوگا اس پر کھڑے ہونے کے لئے وہ تیار نہیں ہونگے۔ پس اس کے لئے تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگ اور اس کی مدد سے ایسی کوشش کر کہ لوگ حقیقی توازن کو قائم رکھیں۔ اور افراط اور تفریط کا شکار نہ ہو جائیں۔ تھوڑے سے ہی دن ہوئے میں نے اس بارہ میں

ایک رؤیا بھی دیکھا ہے

گزشتہ دنوں جب میں اپنے رؤیا لکھوانے لگا تو یہ رؤیا لکھوانا میں بھول گیا۔ بعد میں مجھے خیال آیا کہ عورتوں میں میری ایک تقریر ہونے والی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ کا یہی منشاء ہے کہ میں سب سے پہلے اس رؤیا کو عورتوں کے جلسہ میں ہی بیان کروں۔ چنانچہ وہ رؤیا میں آج بیان کر دیتا ہوں۔ چند دن ہوئے میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد ہے جو اپنے پاؤں سے کسی چیز کو مسل رہا ہے۔ مگر خواب میں میں اس کو ایک مرد نہیں سمجھتا بلکہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے وہ تمام مردوں کا نمائندہ یا ان کا قائم مقام ہے۔ اس مرد پر ایک چادر پڑی ہوئی ہے۔ اور وہ اپنے پیروں کو زمین پر اس طرح مار رہا ہے جیسے کسی چیز کو مسلنے کے لئے بار بار پیر مارے جاتے ہیں۔

اس وقت میں یہ سمجھتا ہوں

کہ جہاں اس کے پیر ہیں وہاں کیچڑ میں دنیا بھر کی عورتیں مچھلیوں کی صورت میں پڑی ہوئی ہیں۔ اور وہ ان کو اپنے پیروں سے مسلنا چاہتا ہے۔ یہ دیکھ کر میرے دل میں عورتوں کی ہمدردی کا جذبہ پیدا ہو گیا اور میں اس کے سینہ پر چڑھ گیا۔ اور پھر میں نے اپنی لاتیں لمبی کیں اور جہاں اس کے پاؤں ہیں وہاں میں نے بھی اپنے پاؤں پہنچا دیئے۔ مگر وہ تو ان عورتوں کو مسلنے کے لئے اپنے پیر مار رہا ہے۔ اور میں اس کے پاؤں کی حرکت کو روکنے اور ان عورتوں کو ابھارنے کے لئے اپنے پاؤں سے کر رہا ہوں۔ اسی دوران میں میں ان عورتوں سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں۔ "اے عورتو تمہارے لئے آزادی کا وقت آگیا ہے تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ خدا تعالیٰ نے اسلام اور احمدیت کے ذریعہ تمہاری ترقی کے راستے کھول دیئے ہیں اگر اس وقت بھی تم نہیں اٹھو گی اور اگر اس وقت بھی تم اپنے مقام اور درجہ کے حصول کے لئے جدوجہد نہیں کرو گی تو کب کرو گی"۔ میں نے دیکھا کہ جوں جوں میں نے ان کو ابھارنے کے لئے اپنے پیر ہلانے شروع کئے نیچے سے وہ مچھلیاں جو کہ میں عورتیں سمجھتا ہوں اچھلنی شروع ہوئیں۔ اور وہ اتنی نمایاں ہو گئیں کہ میرے پیروں میں اس کی وجہ سے کھجلی شروع ہو گئی اور اس آدمی کے پیر آپ ہی آپ گھلنے شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے وہ بالکل گھل گئے۔ پھر میں نے اپنے مضمون کو بدل دیا اور عورتوں سے مخاطب ہوتے ہوئے میں نے کہا۔

اگر اس وقت مرد اور عورت مل کر کام نہیں کریں گے اور اسلام کے غلبہ کی کوشش نہیں کریں گے تو اسلام دنیا میں غالب نہیں آسکے گا۔ تم کو چاہیئے کہ تم اپنے مقام کو سمجھو اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس رکھتے ہوئے دین کی جتنی خدمت بھی کر سکو اتنی خدمت کرو۔ پھر میں اور زیادہ زور سے کہتا ہوں کہ اگر تمہارے مرد تمہاری بات نہیں مانتے اور وہ دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش نہیں کرتے اور تمہیں بھی دین کا کام نہیں کرنے دیتے تو تم ان کو چھوڑ دو اور انہیں بتا دو کہ تمہارا ان سے اسی وقت تک تعلق رہ سکتا ہے جب تک وہ دین کی خدمت کے لئے تیار رہتے ہیں اور یہ الفاظ کہتے کہتے میری آنکھ کھل گئی۔

حقیقت یہ ہے کہ

ایثار اور قربانی سے ہی حقوق ملا کرتے ہیں۔ اگر قربانی نہ کی جائے اور پھر امید یہ رکھی جائے کہ ہمیں ہمارے حقوق مل جائیں تو یہ ایک نادانی اور حماقت کا خیال ہوگا۔ یہ زمانہ ایسا ہے جس میں یورپ والوں نے تو عورتوں کو اس قدر آزادی دے دی ہے کہ اب اس کے بُرے نتائج سے وہ چلا رہے ہیں۔ اور اس آزادی نے ان کے نظام تمدن کو ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ لیکن دوسری طرف مسلمانوں نے اتنی سختی کی ہے کہ عورتوں کی کوئی رائے ہی [illegible] باقی نہیں رہنے دی۔ اسی وجہ سے ہمارے ملک

کی عورت کو یہ عادت پڑ گئی ہے کہ وہ
ہنسی کی بات پر یقین کر لیتی ہے
اور جو کچھ مرد کہتے ہیں مان لیتی ہے خود
سوچ سمجھ کر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتی۔ اب
اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے بھجوایا ہے
کہ ان خرابیوں کا ازالہ ہو اور

عورتوں کو ان کا پھر اصل مقام حاصل ہو

یہ زمانہ نئی خلق کا زمانہ ہے جس میں نور برس
رہا ہے اور خدا تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ
پھر ایک تازہ روشنی کا ظہور ہو رہا ہے
اب ہماری جماعت میں یہ آواز بلند ہونی
چاہیئے کہ عورتوں کو زیادہ سے زیادہ
اسلام اور احمدیت کو سمجھنے کی کوشش
کرنی چاہیئے۔ اگر تم صرف اس بات کو کافی
سمجھتی ہو کہ تمہارے مرد دین سیکھ رہے
ہیں تو تم کبھی بھی اعلیٰ درجہ کی قربانی نہیں
کر سکتیں۔ اگر مردوں کا دین تمہارے
لئے کافی ہو سکتا ہے تو پھر مردوں کی آزادی
بھی تمہارے لئے کافی ہونی چاہیئے اور
مردوں کی ترقی بھی تمہارے لئے کافی
نہیں ہونی چاہیئے۔ پھر تمہارے سوائے
تاریک کوٹھڑیوں میں بیٹھنے کے اور کوئی
کام نہیں رہے گا۔ لیکن اگر آزادی تمہارے
لئے بھی ضروری ہے تو پھر تمہیں بھی اپنے
دماغ سے سوچنے کی عادت ڈالنی چاہیئے اور
دین کو سمجھنے کی قابلیت پیدا کرنی چاہیئے۔ میں
۱۹۲۴ء میں

جب انگلستان گیا

تو میں نے کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ جب
عورت اور مرد وہاں ریل میں اکٹھے سفر کر
رہے ہوں اور عورت کو بیٹھنے کے لئے
کوئی جگہ نہ ہو تو مرد فوراً کھڑے ہو جاتے
ہیں۔ اور عورت کو جگہ دے دیتے ہیں۔
ایک دفعہ ہم انڈر گراؤنڈ ریل میں سفر کر
رہے تھے۔ ایک دو دوست بھی میرے
ساتھ تھے کہ ایک انگریز عورت اندر داخل
ہوئی بھیڑ زیادہ تھی اور اس کے بیٹھنے
کے لئے کوئی جگہ نہ تھی۔ مگر میں نے دیکھا
کہ اس کو جگہ دینے کے لئے کوئی مرد کھڑا
نہ ہوا۔ وہ اسی طرح کھڑی رہی جب
گاڑی اور زور سے حرکت میں آئی تو
ہلنے کی وجہ سے کبھی وہ ایک طرف گر
جاتی اور کبھی دوسری طرف

میں نے یہ نظارہ دیکھا

تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں نے
اپنے ایک ساتھی کو کہہ کر اسے جگہ دلا
دی۔ جب وہ بیٹھ گئی تو ایک انگریز کہنے
لگا ہم نے تو اسے جگہ نہیں دی تھی مگر
آپ چونکہ غیر ملک کے ہیں اس لئے
آپ نے اسے جگہ دلا دی۔ اصل بات یہ ہے
[illegible]

کہ ہمارے ملک میں عورتوں
نے یہ شور مچا رکھا ہے کہ ہم وہی کچھ کریں
گی جو مرد کرتے ہیں۔ اب اگر ان کا مطالبہ
درست ہے تو جیسے ہم کھڑے ہیں یہ بھی
کھڑی رہیں نہ عورتیں ہم کو جگہ دیں اور نہ
ہم ان کو جگہ دیں یہ کونسا انصاف ہے
کہ یہ تو مردوں کے ساتھ برابری کا دعویٰ
[illegible]
[illegible] اور جب ٹرین میں سوار
ہونے لگتی ہیں تو چاہتی ہیں کہ
مرد کھڑے ہو جائیں اور یہ بیٹھ جائیں
اگر یہ ہمارے برابر ہیں تو پھر ہماری طرح
ہی کھڑی رہیں اب اس کا یہ جواب
ہمارے نقطۂ نگاہ سے غلط تھا۔ لیکن
ان کے نقطۂ نگاہ سے صحیح تھا اگر واقعہ
میں عورت اور مرد برابر ہیں تو انہیں
قربانیاں بھی برابر کی کرنی پڑیں گی اور
مردوں کے لئے کوئی وجہ نہیں ہوگی
کہ وہ عورت کے لئے خاص طور پر قربانی
کریں۔ لیکن اس گفتگو کا اتنا حصہ ضرور
درست تھا کہ اگر عورتیں اپنے حقوق کا
مطالبہ کرتی ہیں تو انہیں ساتھ ساتھ قربانیاں
بھی کرنی پڑیں گی رسول کریم صلے اللہ علیہ
وسلم جب

اُحد کے موقع پر

تشریف لے گئے تو ایک عورت بھی آپ
کے ساتھ گئی جو سپاہیوں کو پانی پلاتی
اور زخمیوں کو مرہم پٹی کرتی تھی۔ جب لڑائی
ختم ہوئی تو صحابہؓ نے پوچھا کہ یا رسول
اللہ کیا اس عورت کو بھی مال غنیمت میں
سے کچھ دیدیں۔ آپ نے فرمایا کچھ کا کیا سوال
ہے اسے برابر کا حصہ دو۔ جب یہ جہاد
میں شامل ہوئی ہے تو اسے لازماً ویسا
ہی حصہ ملے گا جیسے اور سپاہیوں کو
ملتا ہے۔ پس عورتوں کو اپنی ذمہ داری سمجھنے
کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ابھی آزادی
کی جدوجہد کرنی چاہیئے۔ مگر یورپ والی
آزادی نہیں بلکہ وہ آزادی جو اسلام
پیش کرتا ہے۔ کیونکہ یورپ کی آزادی
کی بنیاد بے دینی پر ہے۔ اور

اسلام جس آزادی کو پیش کرتا ہے

اس کی بنیاد مذہب اور روحانیت پر ہے
بہرحال اگر تم سمجھتی ہو کہ تم دین کی ویسی
ہی ذمہ دار ہو جیسے مرد ذمہ دار ہیں تو
تمہیں دین کے لئے قربانیاں بھی کرنی
پڑیں گی۔ اور وہ قربانیاں تم اس وقت کر
سکتی ہو جب تم قرآن بھی پڑھو اور حدیث
بھی پڑھو اور حضرت مسیح موعود علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا بھی مطالعہ
کرو اور سلسلہ کا لٹریچر بھی دیکھتی رہو تا کہ
تمہارے معلومات وسیع ہوں اور تم میں دین
کے لئے قربانی کرنے کا جذبہ پیدا
ہو۔

اس وقت حالت یہ ہے

کہ مرد تو عام طور پر نمازی ہوتا ہے۔
لیکن عورت نماز کی طرف بہت کم
توجہ کرتی ہے۔ یہی حال دوسرے
ارکان کا ہے زکوٰۃ کو لے لو تو اس
میں کمزوری ہوگی صدقہ و خیرات کو
لے لو تو اس میں کنجوسی ہوگی حالانکہ دین جس
طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح
عورتوں کے لئے بھی ہے۔ جب تم دینی
مسائل پر عمل کرنے میں مردوں کے دوش
بدوش چلو گی اور جب تم دین کا اپنے
آپ کو ویسا ہی ذمہ دار سمجھو گی جیسے مرد
اپنے آپ کو ذمہ دار سمجھتے ہیں تب تم صحیح
معنوں میں جنت کی حقدار بن سکتی ہو
اور تب خدا بھی کہے گا کہ میری جنت
کے مستحق جس طرح مرد ہیں اسی طرح
عورتیں بھی اس کی مستحق ہیں اس میں کوئی
شبہ نہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے
نے یہ فرمایا ہے کہ اگر مرد جنت کے
اعلیٰ مقام پر ہوگا اور عورت کسی
نچلے مقام پر ہوگی تو عورت بھی اس کے
پاس رکھی جائے گی۔ اسی طرح اگر عورت
اعلیٰ مقام پر ہوگی اور اس کا خاوند
ادنیٰ مقام پر ہوگا تو عورت کی وجہ
سے اس کے خاوند کو بھی اونچے مقام
پر لے جایا جائے گا۔ مگر یہ محض
طفیلی مقام ہوگا اور طفیلی مقام کے
متعلق شیخ سعدی کا یہ شعر مشہور ہے
کہ

حقا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مردیٔ ہمسایہ در بہشت

یعنی اپنے ہمسایہ کی کوشش یا اس
کے توسط سے جنت میں جانا تو دوزخ
میں جانے سے بھی بدتر ہے اور میں اس
کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ اپنے ہمسایہ
کا زیر احسان ہو کر جنت میں جاؤں

عورت کیلئے یہ ہرگز کافی نہیں

کہ وہ صرف اس بات پر بھروسہ کر کے
بیٹھ رہے کہ میں اپنے خاوند یا اپنے
باپ یا اپنے بھائی کی وجہ سے جنت
میں چلی جاؤں گی اسے کوشش کرنی چاہیئے
کہ وہ خود اعلیٰ مقام حاصل کرے تا کہ
اور رشتہ دار اس کے واسطے سے
اونچے مقام پر پہنچیں اور خود غور
کرکے دیکھو کہ ان دونوں میں سے
کونسا بہتر ہے کہ تم دوسروں کے طفیل
جنت کا اعلیٰ مقام حاصل کرو یا یہ بہتر
ہے کہ تمہاری وجہ سے دوسروں کو
جنت کا اعلیٰ مقام حاصل ہو اگر تم
دوسروں کے طفیل جنت کے کسی
اعلیٰ مقام پر پہنچتی ہو تو تمہاری آنکھیں
ہمیشہ نیچی رہیں گی اور تم سمجھو گی کہ میں
اس مقام پر اپنے حق کی وجہ سے نہیں
آئی بلکہ دوسرے کی وجہ سے آئی ہوں۔
لیکن اگر تم اپنی جدوجہد اور کوشش
سے

اعلیٰ مقام حاصل کر لو

تو تمہاری آنکھیں اونچی ہوں گی اور تم فخر
سے یہ کہہ سکو گی کہ میری وجہ سے فلاں
فلاں رشتہ دار اس مقام تک پہنچے ہیں
یہ اتنا متضاد اور نمایاں فرق رکھنے والی
بات ہے کہ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ
اور غیر تعلیم یافتہ شخص بھی سمجھ سکتا ہے
مگر اصل مقام یہی ہے کہ انسان خود اپنی
نیکیوں کی وجہ سے اعلیٰ مقام حاصل
کرے نہ کہ دوسرے کے طفیل ادنیٰ
مقام سے ترقی کر کے اعلیٰ مقام تک
پہنچے پس تمہیں کوشش کرنی چاہیئے
کہ تم اپنے خاوندوں یا رشتہ داروں کی
وجہ سے جنت کا اعلیٰ مقام حاصل
نہ کرو بلکہ تمہاری وجہ سے تمہارے
رشتہ داروں کو اعلیٰ مقام حاصل ہو
بے شک انسان خواہ ادنیٰ مقام والا
ہو یا اعلیٰ مقام والا۔ آپس کی رشتہ داری
کی وجہ سے جنت میں ایک ہی مقام پر رکھے
جائیں گے مگر

دونوں کی حیثیتوں میں بڑا فرق ہوگا

ایک بنئے کی عورت جو سونے سے لدی
ہوئی ہوتی ہے اور جس کے کان بندوں
کے بوجھ سے لٹک رہے ہوتے ہیں
کیا اس کی بھی وہی حیثیت ہوتی ہے جو
مارکیٹ میں ایک بنئے کو حاصل ہوتی ہے۔
وہ بنیا جب بولتا ہے تو ساری منڈی
کان لگا کر سنتی ہے کہ لالہ جی کیا کہہ رہے
ہیں۔ کیونکہ اس کی وجہ سے چیزوں کے
بھاؤ میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہتا ہے۔
لیکن اس کی عورت باوجود اس کے
کہ سونے کے زیورات سے بھری ہوئی
ہوتی ہے۔ تجارتی حلقوں میں وہ عزت
نہیں رکھتی جو اس کے خاوند کو حاصل
ہوتی ہے۔ اسی طرح بادشاہ کی بیوی ملکہ
کہلاتی ہے اور وہ جہاں جاتی ہے لوگ
اس کا استقبال کرتے ہیں۔ لیکن بادشاہ
کی خدمات کی وجہ سے جو عزت اس کی ہوتی
ہے وہ اس کی بیوی کی نہیں ہوتی۔ لوگ اس
کا ادب بھی کرتے ہیں۔ اس کی عزت بھی کرتے
ہیں۔ کیونکہ وہ بادشاہ کی بیوی ہوتی ہے
لیکن یہ نہیں ہوتا کہ ضرورت کے موقع پر
اس سے مشورہ لینے چلے جائیں۔ اس
کی عزت محض طفیلی ہوتی ہے۔ اسی طرح

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جو فوقیت حاصل ہے

وہ آپ کے صحابہؓ یا آپ کی بیویوں کو
حاصل نہیں تھی۔ اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ انہوں نے براہ راست بھی دین کے سیکھنے کی کوشش کی اور اس وجہ سے ہمارے دل میں ان کا بڑا احترام ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے صحابہ سے فرمایا کہ تم آدھا دین عائشہ رضی سے سیکھو۔ یہ کتنا بڑا درجہ ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حاصل تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدھا دین تو تم مردوں سے سیکھو لیکن

آدھا دین عائشہ رضی سے سیکھو

بے شک عائشہ رضی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام پر بھی نہیں تھیں مگر یہ بھی نہیں تھا کہ انہوں نے خود کوئی کوشش نہ کی ہو اور جیسے جو کچھ حاصل ہوا ہو۔ انہوں نے اپنی ذات میں عقل سے کام لیا فہم و فراست اور تدبر سے کام لیا اور اس قدر دین میں ترقی کی کہ مردان کی تعزیتیں سنتے اور ان سے مختلف مسائل دینیہ سیکھتے تھے ہمیں یاد رکھو یہ فلق کا زمانہ ہے اور جب پو پھٹتی ہے تو ہر شخص جاگ اُٹھتا ہے کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ بیداری کا وقت ہے پھر بیدار ہونے کے بعد کوئی تو وضو کر کے نماز پڑھنے کے لئے مسجد کی طرف چل پڑتا ہے اور کوئی شراب پینے کے لئے شراب خانے کی طرف چل پڑتا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل اعوذ برب الفلق اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت اور جماعت کے لوگوں سے یہ کہہ دے کہ تم فلق والے رب کی پناہ مانگو یعنی بیداری کا وقت آ گیا ہے

اب سونے کا زمانہ گذر چکا ہے

پو پھٹ چکی ہے اور لوگ آنکھیں ملتے ہوئے بیدار ہو رہے ہیں۔ تم اللہ تعالےٰ کی پناہ میں آؤ اور کوشش کرو کہ تمہارا ہر قدم نیکی کی طرف اُٹھے خرابی اور بربادی کی طرف نہ اُٹھے۔ پھر اس میں یہ پیشگوئی بھی کی گئی ہے کہ اس روشنی کے وقت میں تو حاسد اور فساد کرے گا۔ اور اس نور کو مٹانے کی کوشش کرے گا مگر یاد رکھ میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ تیری شرارتوں اور سازشوں کے باوجود مجھے کامیاب کرے گا۔ اور تو اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

بہر حال اس تازہ رؤیا کی بنا پر جس کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے میں عورتوں کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ میں پھر ایک نور ظاہر کیا ہے۔ پھر ایک سورج کا طلوع ہوا ہے جس سے تمام تاریکیاں جاتی رہی ہیں۔ اس لئے

تم اپنے مقام کو سمجھو

اور اپنے اندر نئی بیداری اور نئی زندگی پیدا کرنے کی کوشش کرو۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے تمہاری ترقی کے لئے بے انتہا مواقع پیدا کئے ہیں تم بھی حضرت عائشہ رضی کی نقل کرنے کی کوشش کرو۔ تم بھی حضرت حفصہ رضی کی نقل کرنے کی کوشش کرو تم بھی حضرت زینب رضی کی نقل کرنے کی کوشش کرو۔ تم بھی ان صحابیات رضی کی نقل کرنے کی کوشش کرو جنہوں نے اپنے زمانہ میں بڑے بڑے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں۔ جس طرح فلق کے موقع پر نمازی نماز کے لئے چل پڑتا ہے اور شرابی شراب کے لئے چل پڑتا ہے اس طرح تم اس وقت بُرا نمونہ بھی دکھا سکتی ہو۔ لیکن فلق کے لفظ میں

اس طرف توجہ دلائی گئی ہے

کہ اے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو اپنی امت کے لوگوں سے یہ کہہ دے کہ تم چونکہ میری امت میں سے ہو اس لئے تم وہ کرو جو میں کہتا ہوں اور تم اپنی زندگیوں کو اسلام کے احکام کے مطابق ڈھال کر اپنے آپ کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نافع وجود بناؤ۔

(الفضل ۱۴ ۶/۶۲)

امتحان میں کامیابی

الحمد للہ کہ خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے امسال ایف اے میں کامیابی عطا فرمائی نتیجہ سنائے جانے سے کچھ عرصہ قبل کسی قدر اشتباہ پیدا ہوا جس سے بعض مخلص احمدیت بڑے متفکر ہو گئے اگلے روز اشتباہ دور ہو جانے سے ان کی تشویش نک دور ہو گئی احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ یہ کامیابی مزید ترقیات کا باعث ہو۔ آمین
خاکسار علی محمد ڈار ساکن سندھ بڑاری کشمیر

قادیان میں ایک تربیتی جلسہ

ڈنمارک، جاپان اور ماریشس کے معزز مہمانوں کی ایمان افروز تقریر

قادیان دار الامان مورخہ ۲۰ جون بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں ڈنمارک جاپان اور ماریشس سے آئے ہوئے معزز مہمانوں کے اعزاز میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا جس میں ہر سہ مہمانان نے اپنے اپنے ملک کے حالات اور تبلیغی مساعی کا ذکر کیا۔

جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن مجید سے ہوئی جو عزیز عبد الکریم ملکانہ نے کی۔ اس کے بعد صاحب صدر نے بیرون ممالک سے آئے ہوئے مہمانوں کا تعارف کرایا۔ اور پھر سب سے پہلے بشیر حسین صاحب ڈنمارک نے تقریر شروع فرمائی۔ جس میں سب سے پہلے انہوں نے ڈنمارک کے جغرافیائی حالات بیان کرتے ہوئے بتایا کہ اس کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ تو جزائر میں ہے اور دوسرا گرین لینڈ جو ہمیشہ برف سے ڈھکا رہتا ہے۔ پھر انہوں نے وہاں کے پیشوں وغیرہ کا ذکر کیا اور بعد میں بتایا کہ ان کا آبائی مذہب عیسائیت تھا۔ مگر جب انہوں نے عیسائیت کا مطالعہ کیا۔ تو اس سے انہیں تسکین حاصل نہیں ہوئی۔ پھر انہوں نے قرآن مجید کا مطالعہ کیا اور کافی تحقیق کے بعد اسلام قبول کر لیا۔

اس کے بعد جاپان سے آئے ہوئے مہمان مکرم محمد اویس صاحب نے تقریر فرمائی جس میں انہوں نے جاپان کے جغرافیائی حالات بیان کئے۔ پھر بتایا کہ وہاں کا مذہب شنٹو ازم ہے جو اصل میں مذہب نہیں بلکہ قومیت کہلا سکتا ہے۔

بعد میں ماریشس سے آئے ہوئے مہمان مکرم احمد شبیر صاحب نے تقریر کی جس میں بتایا کہ ماریشس ایک ایسا جزیرہ ہے جس کے آگے کوئی ملک نہیں۔ اور اس طرح اسے زمین کا کنارہ کہا جا سکتا ہے۔ وہاں احمدیت پھیلنے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی شاندار طور پر پوری ہوتی ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

اسی طرح آج قادیان میں ایک مہمان مغرب سے ایک مشرق سے اور ایک جنوب سے آیا ہوا ہے اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دوسری پیشگوئی پوری ہوتی ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ دور دراز سے لوگ تیرے پاس آئیں گے۔ پھر انہوں نے بتایا کہ کچھ عرصہ ہوا کہ وہاں کی جماعت احمدیہ میں وہاں کے بعض سرکردہ لوگوں نے ایک بہت بڑا فتنہ پیدا کر دیا۔ اور چونکہ سب کچھ انہی کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے وقتی طور پر سخت پریشانی پیدا ہوئی۔ جب وہاں کے مبلغ مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر نے حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں حالات تحریر کئے۔ تو حضور نے فرمایا کہ فضل الٰہی صاحب بشیر اور ان کے ساتھی ہی فتحیاب ہوں گے۔ چنانچہ جماعت کے عہدے داران کا انتخاب ہوا۔ تو مفسدوں کو سخت ناکامی ہوئی اور انہیں جماعت سے خارج کر دیا گیا

آخر میں آپ نے بتایا کہ میں قادیان کے مقدس مقامات منارۃ المسیح، مسجد مبارک اور بہشتی مقبرہ کے حالات پڑھا کرتا تھا۔ مگر یہاں آ کر ان مقدس مقامات کی زیارت کر کے میں اپنے وہ جذبات اور قلبی تاثرات بیان کرنے سے قاصر ہوں۔

آخر میں انہوں نے جماعت ماریشس کے احباب کرام کا السلام علیکم پہنچاتے ہوئے درویشان کی مہمان نوازی کا شکریہ ادا کیا۔ چونکہ ہر سہ تقاریر انگریزی زبان میں کی گئی تھیں اس لئے تقاریر کے اختتام پر مکرم منظور احمد صاحب سوز صاحب نے ان تقاریر کا اردو میں ترجمہ سنایا۔ اور انگریزی میں معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔ بالآخر حضرت حاجی محمد دین صاحب نے دعا کرائی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

(مرتبہ طالب۔ گیانی بشیر احمد ناصر بی۔ اے قادیان)

درخواست دعا

میرا لڑکا ممتاز علی خان میٹرک کا امتحان دے رہا ہے۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ عزیز کو نمایاں کامیابی عطا فرمائے آمین۔

خاکسار
منور علی خان احمدی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس
سنبل پور

افریقہ میں اسلام کی شاندار ترقی

(بقیہ صفحہ اول)

(۴) مشہور افریقی اخبار "Tanganyika Standard" بنم نومبر ۱۹۵۵ء کی اشاعت میں یوں اعتراف کرتا ہے۔

"عیسائیت کی گرفت افریقہ میں کمزور ہو تی جا رہی ہے ابتداء میں چرچ کو افریقہ میں جو مشکلات اُٹھانی پڑیں۔ اُن سے کہیں بڑھ کر مشکل کام چرچ کو آج کل درپیش ہے کہ وہ لوگوں کو عیسائیت پر کسی طرح قائم رکھے۔ افریقیوں کی عیسائیت سے بے رغبتی اسی طرح بڑھتی رہی۔ تو اندیشہ ہے کہ یہ لوگ اسلام کی آغوش میں چلے جائیں گے"

اخبار ہندو مدراس میں چند روز قبل شائع شدہ تازہ خبر اخبار "ہندو" مدراس میں ایک ڈچ پادری لوری گراہام "Laurie Graham" کی ایک تقریر کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جو انہوں نے پورٹ "الزبتھ" میں مورخہ ۱۲ رجون کو کی۔ اخبار "ہندو" میں شائع شدہ انگریزی خبر کا ترجمہ اردو میں ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

"افریقہ میں اسلام کی ترقی و اشاعت"

"تبدیلی مذہب کا باہمی مقابلہ"

پورٹ الزبتھ ۱۲ رجون۔ ایک سفید فام اسکول ٹیچر نے جس نے اسلام کا خاص طور پر مطالعہ کیا ہے۔ اپنی تقریر میں بیان کیا کہ تاریک براعظم افریقہ میں مسلمان مبلغین عیسائی مبلغین کے مقابل پر دس گنا زیادہ مسلمان بنا رہے ہیں۔

مسٹر لوری گراہام نے کہا کہ یہ امید کی جاتی ہے کہ اسلام کی کوشش جو جاری ہے۔ اور بہت ممکن ہے کہ اسلام افریقہ کا آئندہ مذہب بن جائے۔ بشرطیکہ عیسائیت نے اس خطرہ کا احساس نہ کیا۔

مسٹر گراہام ایک ترقی یافتہ "ایسٹرن کیپ کالج" سے افریقن دنیا رشمنٹ کے سترہ سال تک انچارج رہے ہیں۔ اور وہ ڈچ ریفارمڈ چرچ میں ایک سینئر آفیسر ہیں ۱۹۵۵ء میں افریقہ کا ۱۵/۲ مسلمین آبادی میں سے اسلام کے پیرو قریباً

نصف یعنی ۱۰۵ ملین تھے مسٹر گراہام نے بتلایا کہ

"اسلام اس لئے کامیاب ہو رہا ہے کیونکہ وہ ہر انسان کی انسانیت کے وقار کو بلا لحاظ رنگ، نسل۔ قومیت۔ سیاسی رشتوں زبان اور تعلیم کے فرق کے قائم کرتا ہے۔"

(ترجمہ از اخبار ہندو مدراس مورخہ ۱۴ رجون ۱۹۶۲ء)

حرفِ آخر مندرجہ بالا اعترافات ہر سچے مسلمان کے ایمان کو تازہ اور قوی کرتے ہیں۔ اور اُسے اشاعتِ اسلام کے مقدس مشن میں ہاتھ بٹانے اور تعاون کرنے کے لئے دعوتِ عمل دے رہے ہیں

سہ
بخوشید لسے جو اثار تابدیں توت شود پیدا
بہار و رونق اندر روشہ ملت شود پیدا

ہمارے محبوب امام المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ پیارا کلام جن کی زیر قیادت یہ روحانی جہاد ہو رہا ہے۔ ہمارے عزائم اور حوصلوں کو بلند کر رہا ہے سہ

ہے ساعت سعد آئی اسلام کی جنگوں کی
آغاز تو ہم کر دیں انجام خدا جانے

پس مبارک ہے وہ شخص جو اس تبلیغی جدو جہد میں مالی و جانی اور علمی و لسانی خدمات بجا لانے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

جزیرہ ماریشس کے ایک واقف زندگی کی بمبئی میں آمد

احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

۱۰ رجون۔ آج جماعت احمدیہ بمبئی کی طرف سے جناب احمد شمشیر صاحب آف ماریشس کے اعزاز میں ایک عصرانہ کا انتظام کیا گیا

آپ ۴ رجون کو کرنجا نامی جہاز سے بمبئی پہونچے تھے جماعت احمدیہ ماریشس، نیروبی مشرقی افریقہ کی طرف سے پہلے ہی ان کی روانگی کی اطلاع مل چکی تھی۔ یہ جب ۴ رجون کو بمبئی پہونچے تو انہیں دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ میری دعوت پر انہوں نے عروس البلاد بمبئی کی سیر و سیاحت کے لئے ایک ہفتہ سے زیادہ بمبئی میں قیام کیا

ماریشس ایک چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ مشرقی افریقہ سے بھی ہزاروں میل دور۔ اس کی کل آبادی چھ لاکھ سے کچھ ہی زائد ہے۔ اس چھوٹے سے جزیرے اور چھوٹی سی آبادی میں ابراز جماعت احمدیہ کی تعداد بارہ سو کے لگ بھگ ہے۔ آپ سے پہلے بھی ماریشس کے دو احمدی خاندان بمبئی ہوتے ہوئے قادیان و ربوہ کی زیارت کو جا چکے ہیں۔

احمد شمشیر صاحب واقف زندگی ہیں۔ اور مزید تعلیم و تربیت کے لئے ربوہ جا رہے ہیں۔ آگرہ اور دہلی ہوتے ہوئے آپ قادیان جائیں گے پھر ربوہ۔

اس قسم کے احمدی دوست جب کبھی بمبئی کی راہ سے گذرتے ہیں تو ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ یاد آ جاتا ہے

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

احمد شمشیر صاحب کو دیکھ کر بھی خدا کا یہ الہام یاد آ گیا۔ کجا قادیان اور کجا ماریشس۔ مگر خدا کے فرشتے تمام نیک روحوں کو محبت و اخوت کی ایک لڑی میں پرو رہے ہیں۔

ابھی چند ہی دن پہلے اسی قسم کے ایک جزیرے "فیجی" سے بھی ایک احمدی خاندان آیا تھا۔ ہم لوگوں نے ان کی آمد پر بھی خوشی کی ایک تقریب منائی تھی۔ اور اپنا ایمان اس وعدۂ الٰہی کو یاد کر کے تازہ کیا تھا۔

ان دور دراز کے احمدیوں کی آمد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی علامت ہے۔ اگر فارسی کا یہ مصرع

ہر ورق دفتر یست از معرفت کردگار

صحیح ہے تو اس خطۂ ارض کا رہنے والا ہر احمدی بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ مگر مشاہدہ حقیقت کے لئے چشم بینا درکار ہے

سمیع اللہ
انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

درخواست ہائے دعا

۱۔ عزیزہ قریشی منصور احمد صاحب خلف قریشی مختار احمد صاحب پروپرائٹر مسیح الملک دواخانہ لکھنؤ اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے ۲۱ رجون ۱۹۶۲ء کو ہوائی جہاز سے لندن روانہ ہوئے ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے صحابہ اور قادیان کے درویشوں سے درخواست ہے کہ وہ عزیزم موصوف کے بخیر و عافیت منزل مقصود پر پہنچنے اور اپنے مقاصد میں کامیاب ہو کر واپس آنے کیلئے دعا فرما دیں کہ مولا کریم انکو اپنے فضل سے اپنے ارادوں میں کامیاب و کامران واپس لائے۔ آمین۔ خاکسار محمد شریف سابق منیجر احمدیہ ٹینڈنگ کمپنی رکاب گنج لکھنؤ۔

۲۔ مکرمی مرزا سمیع الدین صاحب سخت بیمار ہیں حالت تشویشناک ہے۔ میڈیکل کالج لکھنؤ میں داخل ہیں۔ صحابہ کرام۔ درویشان کرام و بزرگان سلسلہ سے درخواست ہے کہ مرزا صاحب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ انکو صحت عطا فرمائے۔ آمین۔ (خاکسار منظور احمد)

۳۔ امسال بی اے کے امتحان میں اڑیسہ کے دو احمدی نوجوان میاں انوار الحق صاحب آف پینکال اور میاں عبد اللطیف خان صاحب آف مانکا گوڑہ آنرس رول ۵۷۵۰ ۴۸ نمبر پاس کئے ہیں۔ جہاں جماعت کی طرف سے انکی خدمت میں ہدیہ مبارکباد پیش کی جاتی ہے اور صحابی درویش اور بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان دونوں کے حق میں دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی کامیابی کو سلسلہ و خاندان کے حق میں مبارک کرے اور ان دونوں کو خادم دین و خلق بنائے۔ نیز میاں فضل جلیل آف خوردہ صوبائی پبلک امتحان دے رہے ہیں ان کی کامیابی کے واسطے بزرگان سلسلہ کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔ میرے ماموں مکرم سید رحمت علی صاحب جو بہت ضعیف اور کمزور ہو گئے ہیں۔ مکرم سید محمد احمد صاحب (سابق صوبائی امیر) مکرم سید ابو الحسن صاحب نیاز بہادر صاحب خان صاحب مکرم ماسٹر شیخ ثناء الدین صاحب بی۔ اے اور مکرم ماسٹر عبد الحمید خان صاحب بی اے اور مکرم مولوی خیرات احمد صاحب ایم۔ آر سابق صوبائی امیر) بزرگان جماعت اڑیسہ کی صحت و درازیٔ عمر کے واسطے درخواست دعا ہے۔ طالب دعا احقر فضل الرحمٰن عفی عنہ قائمقام امیر۔ اڑیسہ

۴۔ میری بہو عزیزہ عظیم النساء بیگم زوجہ جی۔ ایم نذیر احمد شموگہ چند دن سے بخار ٹائیفائیڈ میں مبتلا رہے۔ خاندان حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بزرگان سلسلہ درویشان قادیان اور احباب جماعت سے گذارش ہے کہ عزیزہ موصوفہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعا فرما کر بندہ کو ممنون و مشکور فرما دیں۔
طالب دعا احقر غلام قادر شرقی عفی عنہ
نائب امیر جماعت احمدیہ سکندر آباد۔

۵۔ حضرت قبلہ والد صاحب مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کی طبیعت آجکل زیادہ علیل رہتی ہے تاہم کچھ الوالعزمی کی وجہ سے چلتے پھرتے ہیں نیز محترمہ والدہ صاحبہ کے پاؤں میں گنٹھیا ہو گیا تھا جس کے باعث چلنے پھرنے سے معذور رہیں اب معقول بہتر ہیں احباب دونوں کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ خاکسار مبارک احمد بقاپوری۔ کراچی۔

جناب ایڈیٹر صاحب صدق جدید لکھنؤ کے نام

جناب مکرم سید جعفر حسین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ حیدرآباد کا دوسرا مراسلہ

قبول احمدیت کی تفصیلات اور بعض غلط فہمیوں کا مدلل جواب

جیسا کہ احباب کو علم ہے کہ حیدرآباد دکن کے ایک معزز بزرگ مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ حال ہی میں تفسیر کبیر کے مطالعہ سے متاثر ہو کر داخل جماعت ہوئے تھے اس سلسلہ میں آپ نے ایک خط مولانا عبدالماجد صاحب ایڈیٹر صدق جدید لکھنؤ کو لکھا جسے مولانا نے اپنے تبصرہ کے ساتھ اخبار میں شائع کر دیا اس تبصرہ کے ضمن میں مکرم سید صاحب نے ایک دوسرا خط مولانا صاحب کو لکھا جو ۸ اور ۱۵ جون کے پرچوں میں شائع ہوا ہے بغرض مولانا کے اس تبصرہ کے احباب کی دلچسپی کے لئے تمام ذیل میں نقل کیا جاتا ہے اس بارہ میں ہمارا نوٹ دوسری جگہ ملاحظہ فرمایئے۔ (اداره بدر)

حضرت قبلہ۔ السلام علیکم میں ایک طویل غیر حاضری کے بعد حیدرآباد واپس ہؤا۔ تو مجھے معلوم ہؤا کہ آپ نے صدق جدید میں میری قبول احمدیت کی نسبت کچھ ارشاد فرمایا ہے۔ الفضل میں تو میرے خط کی نقل نہ تھی میں نے کتب خانہ آصفیہ جاکر ۲۰ اپریل ۱۹۶۲ء کا صدق جدید نکالا اور یہ چند سطور آپ کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ میری مافی الضمیر کے اظہار میں وہ میری مدد فرمائے۔

مجھے احمدیت میں اسلام کی دوبارہ حیات نظر آتی ہے یہ اسلام کی سچی اور بڑی اچھی تصویر ہے اگر کسی شخص کی یہ خواہش ہے کہ اس کو ان قربانیوں اور ایثار کے مواقع حاصل ہوں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کو حاصل تھے تو وہ مواقع احمدیہ جماعت میں موجود ہیں میں نے کئی دفعہ آپ کی خدمت میں لکھا ہے کہ قرآن کی حکومت کو بروئے کار لانے کے لئے ایک ایسے رہنما کی ضرورت ہے جو مسلمان سے مسلمان کا سر خدا کی راہ میں مانگے۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے خلفاء میں اپنے تصور سے بڑھ کر ایسے رہنما ملتے ہیں!

میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس جماعت میں شرکت کا موقع دیا۔ اگر مسلمانوں کو اسلام۔ خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے تو ان سب کے سب کو جماعت احمدیہ کے خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مقام پر برسوں کی تڑپ اور ایک طویل جدوجہد کے بعد پہونچایا ہے۔

حصول دارالسلام کی جدوجہد میں مجھے جب جیل پہونچایا گیا تو تیسرے دن مجھے وجوہات نظربندی تحریری نقل میں مہیا کئے گئے۔ جس میں میری گذشتہ تین چار برسوں کی تقریروں کے اقتباسات تھے۔ اور الزام یہ تھا کہ میں ہندوستان کی حکومت کا تختہ الٹ کر اسلامی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں میں حیران تھا کہ مجھ جیسا حقیر آدمی اور یہ پہاڑ جیسا الزام۔ لیکن مجھے آہستہ آہستہ محسوس ہؤا کہ میری تقریروں سے کچھ ایسا ہی مفہوم اخذ کیا جا سکتا ہے۔ میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ میں بھٹکا ہؤا مسافر تھا جس کی منزل تو متعین تھی۔ لیکن راستہ کا پتہ نہ تھا۔ مسلمانوں کی انجمن اتحاد المسلمین ہو یا کوئی اور جماعت ان سب کی حالت یہی ہے دوسرے دن سے میں نے تفسیر کبیر کا مطالعہ شروع کیا جو اپنے ساتھ لے گیا تھا تو مجھے اس تفسیر میں زندگی میں پہلی دفعہ اسلام نظر آیا۔ اس میں وہ سب کچھ تھا جس کی مجھ کو تلاش تھی۔ تفسیر کبیر پڑھ کر میں قرآن کریم سے پہلی دفعہ روشناس ہؤا۔ جیسا کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے اپنا مسلک چھوڑ کر احمدیہ جیسی جماعت میں داخل ہونا جس کو تمام علمائے اسلام نے ایک ہوّا بنا رکھا ہے کچھ معمولی بات نہیں۔ لیکن حق کے کھل جانے کے بعد یہاں خطرات کی پروا بھی کسی کو نہ تھی تاہم سجدہ میں گر کر شب و روز میں نے دعائیں شروع کیں کہ یا اللہ مجھے صراط مستقیم دکھا۔ کئی ماہ اس حالت میں گذر گئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میری سجدہ کی زمین آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی مجھے یقین ہے کہ میری دعائیں قبول ہوئیں کیونکہ احمدیت کو سچا سمجھنے کے عقیدے میں مستحکم ہو گیا۔ اور قادیان حضرت میاں مرزا وسیم احمد صاحب کی خدمت میں ایک خط کے ذریعہ میں نے درخواست کی کہ میں بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ جواب میں ایک بیعت فارم آیا جو آپ کے ملاحظہ کے لئے منسلک ہذا ہے۔

میری قید کا بڑا حصہ سکندرآباد جیل میں گزرا۔ وہاں کے جیلر ایک مسلمان اور مسلم دوست بھی تھے۔ قیدیوں کی پوری خط و کتابت ان لوگوں کے علم میں رہتی ہے کیونکہ ان کے دستخط کے بعد ہی قیدیوں کے خطوط روانہ یا حوالہ ہوتے ہیں۔ اگرچہ یہ بات کچھ اچھی نہ تھی۔ لیکن جرأت کی کمی کے باعث میری یہ خواہش رہتی تھی کہ قادیان کو لکھے ہوئے میرے خطوط حکام جیل کے علم میں نہ آنے پائیں مجلس اتحاد المسلمین حیدرآباد ایک بڑی ہی ہر دلعزیز جماعت ہے۔ جیل کا عملہ جمعیت حتیٰ کہ جیل کے سارے ہی قیدی مجھ سے بڑی محبت و عقیدت سے پیش آتے تھے۔ اگرچہ پہرہ والوں کے سوا مجھ سے کوئی مل نہ سکتا تھا ان وجوہ سے حکام کے علم میں آئے بغیر میرے خطوط قادیان کو پوسٹ ہو جاتے تھے لیکن جو خط قادیان سے آتا تھا وہ بہر صورت جیلر کے علم میں آنا ضروری تھا جب قادیان سے بیعت کا فارم آیا تو جیل میں بڑی گڑبڑ ہوئی راز باقی نہ رہ سکا۔ کمرہ کی صفائی کرنے والے قیدی کھانا پہونچانے والے اخبار لانے والے وغیرہ وغیرہ کسی نہ کسی بہانے آتے اور مجھ سے پوچھتے کہ کیا آپ قادیانی ہو گئے ہیں۔ میں انہیں غلط نہ کہہ سکتا تھا لیکن ابھی چونکہ میں نے بیعت نہیں کی تھی اس لئے میں ان سے کہتا کہ یہ بات صحیح نہیں ہے با لآخر جیلر میرے پاس آئے اور میرا خط جو معہ بیعت فارم کے ان کے پاس تھا مجھ سے بڑی ہی ہمدردانہ گفتگو کی کہ یہ آپ کیا کرتے ہیں۔ قرآن کی اس تفسیر کو چھوڑیئے میں آپ کو مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا مودودی کی تفسیر قرآن دیتا ہوں۔ آپ کے خیالات ٹھیک ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے وہ دونوں تفسیریں لا دیں جو اصل میں ترجمے تھے اور کہیں کہیں تفسیر تھی بیعت کا فارم تکمیل کر کے بھیجنے سے قبل میں نے ان دونوں تفاسیر کا مطالعہ کیا۔ تفسیر کبیر کے طالب علم میں اتنی اہلیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ دیگر تمام تفاسیر پر تنقید کر سکے۔ چنانچہ میں نے جیلر صاحب کو بتلایا کہ ان دونوں تفسیروں میں کون کون سے مقامات مبہم ہیں کہاں کہاں ترجمہ کی غلطی ہے اور کہاں کہاں معنی محدود ہیں۔ مجھے ایسا کرنے میں آسانی اس لئے ہوئی کہ تفسیر کبیر میں لغت قرآن بھی موجود ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون[1] صرف مطہر لوگ ہی قرآن کریم کے مطالب کو سمجھ سکیں گے۔ جیلر صاحب ۲۴ گھنٹے اپنے سرکاری فرائض میں مشغول رہتے قرآن کریم کو سمجھنے کا بھی انہیں موقع نہ ملتا۔ میری بات میں انہوں نے دلچسپی نہ لی۔ پھر میں نے جیلر صاحب کو تفسیر کبیر کی پہلی جلد دی اور ان سے درخواست کی کہ وہ کم از کم اس میں سے سورۃ فاتحہ کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جو مشکل (۵۰) صفحات پر مشتمل ہے وہ لے گئے لیکن چند دن کے بعد یہ کہہ کر واپس کر گئے کہ مجھے تو پڑھنے کی فرصت نہ ملی۔ البتہ میری خوشدامن صاحبہ یہ کتاب دیکھ چکی ہیں وہ اس کی بڑی تعریف کرتی ہیں۔ میں نے بیعت کا فارم پُر کر کے بعجلت بہ تعجیل آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا کہ مجھ پر یہ الزام دور ہو جائے کہ میں نے بیعت میں عجلت کی۔ بیعت کا فارم بھیج کر میں دعاؤں میں لگ گیا کہ میری بیعت کے قبول ہونے میں کچھ رکاوٹیں ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو دور فرمائے میرا اندیشہ غلط نہ تھا۔ میری بیعت قبول کرنے سے پہلے حضور خلیفہ صاحب نے دریافت فرمایا کہ ایک احمدی مسلمان کا فرض ہے کہ وہ حکومت وقت کا بھی وفادار رہے اور قانون کے اندر رہ کر کام کرے۔ میں نے جواب دیا کہ حضور کی تفسیر نے یہ ساری باتیں میرے دل پر نقش کر دی ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد جب قادیان سے مجھے معلوم ہؤا کہ میری بیعت قبول کر لی گئی تو میں سجدہ میں گر گیا۔ تفسیر کبیر میں ایک مقام پر میں نے پڑھا تھا کہ خلیفہ جو مصلح موعود ہو گا وہ

[1] لیکن خود اس آیت کی تفسیر میں زیادہ قابل قبول نہیں پورا سیاق ملاحظہ ہو۔ قدٰہ لقرآن کریم فی کتاب مکنون لا یمسہ الا المطھرون (الواقعہ آیت ۷۷) یہ ایک معزز قرآن ہے ایک محفوظ کتاب میں (پہلے سے درج) جسے کوئی ہاتھ نہیں لگاتا بجز پاکوں کے۔ یہ میں ضمیر قرآن کی طرف نہیں بلکہ کتاب مکنون کی طرف ہے اور اس سے مراد ہے لوح محفوظ جہاں قرآن پہلے سے مکتوب چلا آ رہا ہے اور المطھرون (پاکوں) سے مراد تو فرشتے جو شائبہ گناہ سے بھی پاک ہیں۔ ابن عباسؓ اور انسؓ صحابیوں اور بکثرت تابعین سے یہی تفسیر منقول ہے اور مستند ترین تفسیروں میں یہی مفہوم لیا گیا ہے۔ البتہ بعض صوفیہ عارفین نے بطور نکتہ کے اس سے یہ نکالا ہے کہ اسرار و حقائق قرآن تک رسائی بھی انہیں لوگوں کی ہو سکتی ہے جو ہوائے نفس کی آلودگیوں سے پاک ہیں یا دور ہیں

بہرحال یہ صورت جو صوفیاء نے نکتہ کو اختیار کیا ہے تو مراسلہ نگار کا آیۂ کریمہ سے حاصل کردہ مطلب بے محل ہو رہا۔ علاوہ ازیں قرآن کریم کے بیان شدہ معانی میں محدود قرار دینا بجز تدبر کے قابل غور

اسیروں کی رہائی کا باعث ہوگا۔ میں نے حضور سے درخواست کی کہ وہ میری رہائی کے لئے دعا فرمائیں۔ حضور صاحب نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی رہائی کے سامان کرے اس کے چند ہی دنوں بعد میں رہا ہوگیا۔ خلیفہ موعود کی نسبت یہ پیشگوئی کہ وہ اسیروں کی رہائی کا باعث ہوگا میں اس کا زندہ ثبوت ہوں

جیل کی تنہائیوں میں قرآن کریم کی تلاوت نے مجھ میں ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا۔ اور میں یہ عزم کر کے نکلا تھا کہ زندگی کا آئندہ ہر قدم میں خدا کی خوشنودی کے لئے اٹھاؤں گا۔ میری رہائی کے بعد اخبار کے بعض نمائندوں نے انٹرویو لیا اور میرا جو بیان اخبارات میں شائع ہوا اس سے حیدرآباد کے تمام حلقوں میں شاید ناراضگی پیدا ہوگئی۔ اتحاد المسلمین نے وہ مسلمان جو کبھی مجھے گلے لگاتے تھے میں راستہ سے گذرتا تو مجھے گالیاں دیتے آوازیں کستے طعنہ زنی کرتے میری نسبت افواہیں پھیلائی گئیں کہ بیعت کرنے کے معاوضہ میں میں نے کثیر رقم دی۔ میں نے انفرادی طور پر بہت سے سمجھدار دوستوں سے کہا کہ مجھے قرآن و حدیث سے سمجھاؤ کہ میں نے کیا غلطی کی ہے تو ایک صاحب نے تو ایک معروف شاہراہ پر آخ تھوہ کر کے میری طرف تھوک دیا۔ قرآن کریم نے مجھے شدید صبر و ضبط کی تعلیم دی تھی میں نے بازو کی دکان سے ایک پان کا بیڑا لیا اور ان کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ تھوکنے سے قرآن و حدیث سمجھ میں آسکتی ہے تو پان کھا کر مجھ پر تھوکو تاکہ جلد سمجھ میں آسکے۔ شادنگر کے مسلمان جن کے دکھ درد میں میں خود براہ راست شامل تھا مجھ سے شدید مخالف ہوگئے۔ تمام دیہات کے مسلمان مستقر شادنگر پر ایک مسجد میں جمع ہوئے اور بائیکاٹ کا ایک ریزولیوشن پاس ہوا۔ ایک جلسہ کے دوران میں میری تقریر ہونے لگی۔ کوتوالی میں درخواست پیش کی گئی کہ نقض امن کا شدید اندیشہ ہے حتیٰ کہ کوتوال کو ایک ڈویژن فورس برقرار انتظام کے لئے جلسہ گاہ میں متعین کرنی پڑی۔ ایک اور مسجد میں مجھ پر اور میری جماعت کے ساتھیوں پر حملہ ہوتے ہوتے رہ گیا۔ ایک مرشد اور بعض مقامی مسلمان جو وعدہ کر کے لے گئے تھے کہ ایک پُرامن فضا میں جلسہ ہوگا ہنگامہ پر آمادہ ہوگئے۔ شادنگر میں بسا اوقات جب میں باہر نکلتا تو مسلم دوستوں کا ہجوم کا ہجوم میرے ساتھ ہوتا تھا۔ لیکن جب رہائی کے بعد میں نے ایک دن اور رات شادنگر میں بسر کی تو میں بیدار رہتا تھا اور صبح ہونے سے پہلے میں نے شادنگر چھوڑ دیا۔ بعض ان میں سے سمجھدار دوست بھی تھے۔ ایک دوست نے مجھے

پروفیسر الیاس برنی صاحب کی وہ ضخیم کتاب جو قادیانی مذہب کے نام سے شائع ہوئی ہے اور ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل ہے۔ میں نے بڑے غور اور خلوص ذہن کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کیا۔ اصل میں برنی صاحب نے ایسا تاثر بانی جماعت اور جماعت احمدیہ پر جو اعتراضات ہوتے ہیں۔ ان پر اپنا ایک عنوان لگا کر اس کتاب کو شائع کیا ہے خود کہیں کہیں ایک ایک دو دو سطریں طنزیہ انداز میں لکھ دی ہیں۔ پوری کتاب پڑھنے اور اصل سے مقابلہ کرنے کے بعد برنی صاحب کی نسبت جو سابق میں یونیورسٹی پروفیسر بھی رہ چکے ہیں میری یہ رائے ہے کہ ان کی حیثیت ایک ایسے جج کی ہے جو عرضی دعویٰ کو دیکھے بغیر محض جواب دعویٰ پڑھ کر مدعی کا مقدمہ خارج کر دے۔ دوست احباب نے بہت سے مرشدوں مولویوں اور خطیبوں سے بھی ملایا۔ حیدرآباد دکن کی تاریخی مسجد کے ایک بڑے خطیب مجھے سمجھانے کے بجائے بانی جماعت کی شان میں گندی باتیں اور گندے اشعار سنانے لگے۔ بعض مولویوں کے مکان میں بیٹھے بیٹھے بچے۔ رشتہ داروں کا حال یہ ہے کہ مرتبہ اور پوزیشن میں کئی درجوں کا فرق ہونے کے باوجود سب کے سب توہین آمیز سلوک پر اتر آئے ہیں۔ میری اور میرے ان خاندان کے اراکین کا مکمل بائیکاٹ ہے جو بیعت کر چکے ہیں۔ ہماری دعوتیں بھی بند ہیں۔ فحش کلامی غیبت عیب جوئی وغیرہ وغیرہ میں ساری تفصیلات آپ سے کیا عرض کروں۔ اس صفت کے مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ رحم کر کے کیا اب بھی کسی عیسیٰ کو نہ بھیجتا۔ میں نے جیل سے رہا ہونے کے بعد بانی جماعت کے تمام حالات زندگی اور ان کی تمام تحریرات جو ایک بڑا دفتر ہے بہت ہی غور سے دیکھا مجھے تو کہیں بھی وحشت نہیں ہوئی بلکہ بعض مقامات پر تو میرے آنسو بہہ گئے کہ یہ سطور خدا کے ایک مامور ہی سے لکھے جا سکتے تھے۔ مزید برآں جلسہ سالانہ قادیان سے جو تاثر میں لے کر آیا ہوں وہ میں فراموش نہیں کر سکتا۔

آپ نے بدھوں آریہ سماجیوں مجوسیوں، یہودیوں، گاندھی جی، ٹیگور سرراد ھاکشن، ایمی بسنٹ کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں بھی بعض جزوی صداقتیں ہیں خدا کے نبی تو ہر قوم میں آئے ہیں۔ یہ لوگ ان جزوی صداقتوں کے ساتھ ایک کامل اور مرکزی صداقت یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہیں ایمان لاتے۔

قوموں کا خون جو راہ خدا میں نہیں بہتا وہ منجمد ہو جاتا ہے۔ رہائی کے بعد

خلیفہ صاحب کی خدمت میں میں نے لکھا کہ مجھے کسی ایسے مقام پر تبلیغ کے لئے دنیا کے کسی حصہ میں مجھے متعین فرمائیں جہاں تبلیغ کی پاداش میں سولی دی جاتی ہو یا سنگسار کیا جاتا ہو۔

حضور نے فرمایا تمہاری سردست ہندوستان میں ضرورت ہے یہیں رہو بہرحال میں نے اپنی جان و مال راہ خدا میں اپنے خلیفہ کے سپرد کر دی ہے وہ جس طرح چاہے کام میں لائیں۔ اس حالت میں میں مر بھی جاؤں تو اللہ تعالیٰ مجھے میری نیت کا ثواب دے گا

ایک جماعت جو توحید خداوند تعالیٰ کی قائل اور محمد رسول اللہ کی عاشق ہو روزہ نمازوں اور دعاؤں شب بیداریوں اور تقویٰ کی باریک راہوں پر چلتے ہوئے غلبۂ اسلام کے لئے خدا کے لئے روبرو سربسجود اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی مشنوں کی طرح قرآن کریم کو لے کر دنیا کے کونے کونے میں پہونچ جاتی ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ جماعت کافر و مرتد کیسے ہوگئی۔

یہ خط اپنی طوالت کے باعث اس لائق نہیں کہ صدق جدید میں جگہ پا سکے تاہم کسی بھی ذریعہ سے آپ مجھے مطلع فرمائیں کہ میں اپنے قلب کو ان تاثرات کی روشنی میں لائق نجات ہوں یا نہیں۔

سید جعفر حسین بی۔ اے ایل ایل۔ بی ایڈووکیٹ چبوترہ سید علی شاہ علی بنڈہ
حیدرآباد

صدق بیان کی اہمیت کے پیش نظر اس کا پورا ہی شائع کر دینا ضروری معلوم ہوا۔ کاش ہمارے علماء اب بھی ٹھنڈے دل سے سوچیں کہ اس problem دینی مسئلہ احمدیت (یا بقول انہیں کے قادیانیت) کے حل کرنے کے لئے کتنی حکمت تدبر اور ہوشمندی کی ضرورت ہے ادھر مرزا صاحب نے بھی اس میں شبہ نہیں کہ دعوئے نبوت کر دینے میں شدید ترین بے احتیاطی سے کام لیا۔ عام مسلمان یہ سنتے ہی بھڑک اٹھتے اور غصہ سے بے تاب ہو جاتے ہیں۔ اور ایسی حالت میں بالکل قدرتی ہے کہ دلائل پر سنجیدہ غور و فکر اور متوازن تنقید کا موقع ہی نہ باقی رہ جائے ــــ

رہا بالکل آخری سطر میں نجات پانے کا سوال۔ تو نجات تو ایسوں ایسوں کی بھی ہوگی۔ جن پر ایک دنیا دنگ و حیران رہ جائے گی۔ موجبات مغفرت و رحمت اس درجہ باریک و خفی اور تعداد میں اسقدر لاانتہا ہیں کہ سب کا احاطہ بجز ذات ارحم الراحمین کے نہ کوئی نبی مرسل ہی کر سکتا ہے۔ اور نہ کوئی ملک مقرب۔ تو اس سوال کو تو چھوڑ ہی رکھئے۔ ہم اللہ کے بندوں کے لئے تو عقائد صحیحہ اور ان کے دلائل صحیحہ ہی کا مسئلہ بس ہے۔

ــــ(صدق)ــــ

قطعات

از حضرت قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

بتقریب جلسہ یوم خلافت ربوہ

قدرتِ اُولیٰ چھپی، وحدت میں پڑتا تھا فتور
کشتی احمد کو جُودی مل گئی طوفان میں

قدرتِ ثانی سے ارضِ نور میں پایا ظہور
طیبہ بلدہ میں ہے محمود کا ربِ غفور

(۲)

روشنی ماہ خلافت کی ہے پھیلی سُو بسُو
غلبۂ اسلام کل ادیان پر ہے ہو رہا

مومنوں کو اب نظر آنے لگا ہے روبرو
مرحبا صلِّ علیٰ اللہ بس اللہ ھُو

(۳)

دعائیں اکمل مہجور کی الٰہی قبول
مرادیں جو ہیں خلافت کی وہ سبھی ہوں حصول

جمال و حسن ترقی کرے قیامت کی
شباب اُبھرتا چلا جائے بن کے شانِ رسولؐ

خاکسار اکمل عفی عنہ

صوبہ اڑیسہ کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے مختصر کوائف

علاقہ تنگریا میں تبلیغی و تربیتی جلسے

(۲)

از مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ علاقہ تنگریا

تبلیغی وفد کندراپاڑہ سے بر راستہ کٹک مورخہ ۴؍اپریل کو بذریعہ بس کرڈاپلی پہنچا۔ بس کے اڈہ پہ احباب جماعت کی طرف سے وفد کا استقبال کیا گیا۔ ۴؍اپریل کی شام کو ایک تربیتی جلسے کا انعقاد موضع کرڈاپلی میں کیا گیا۔ یہ جلسہ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ مکرم مولوی سید صمصام الدین صاحب کی تلاوت کے بعد مختلف بچوں اور نوجوانوں نے اردو اور اڑیہ کی نظمیں پڑھیں۔ خاکسار نے محترم مولانا صاحب کو خوش آمدید کہا اور جماعت کو ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی تحریک کی۔ اور احباب کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

مکرم سید غلام ہادی صاحب نے تربیتی سلسلہ میں ایک تقریر کی۔ بعد ازاں محترم مولانا صاحب نے ایک بڑا لمبا اور روحانیت سے لبریز تقریر فرمائی۔ جماعت احمدیہ کے بعض بزرگوں کے حالات آپ نے بیان فرمائے اور احباب کو تلقین کی کہ اپنے اندر صحابہ کرام کا رنگ پیدا کریں۔ قریباً ۱۰½ رات یہ جلسہ دعا پر ختم ہوا۔

دوسرے روز تنگریا میں ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا جا رہا تھا۔ لیکن عین وقت پر طوفانی بارش آجانے کی وجہ سے اس جلسہ کو ملتوی کرنا پڑا۔ اگرچہ ہندو و غیر مسلم احباب مولانا صاحب کی تقریر سننے کے خواہشمند تھے مگر بوجہ مجبوری آپ کی آئندہ آمد پر اس کو ملتوی کیا گیا۔

مورخہ ۶؍اپریل ۱۹۶۲ء کو جمعہ کی نماز کرڈاپلی میں ادا کرنے کا جماعت احمدیہ کرڈاپلی و پنکال نے فیصلہ کیا محترم مولانا نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ میں آپ نے نظام کی برکت اور اسکی اہمیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس تشتت اور افتراق کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود کا تشریف لانا اور ایک نظام قائم کر کے بکھرے مسلمانوں کے اندر اتحاد پیدا کرنا ایک بہت بڑی نعمت ہے جس کی ہر احمدی مسلمان کو قدر کرنی چاہیئے۔ آپ نے احباب جماعت کو اپنا کردار بلند کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی کہ اور بتایا کہ روحانی جماعتیں اپنے کردار اور عمل کی بنا پر ترقی کرتی ہیں اور جہاں عمل مفقود ہو جاتا ہے وہاں جماعتیں ترقیات سے بھی محروم ہو جاتی ہیں۔ جمعہ کی نماز میں پنکال اور کوٹ پڈ کی جماعتوں کے بعض احباب بھی شریک ہوئے۔ نماز جمعہ کے بعد وفد پنکال کے لئے روانہ ہوا پنکال کے دوست پہلے سے وفد کی آمد کی اطلاع ملتے ہی احباب پیشوائی کیلئے باہر آگئے اور نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان تبلیغی وفد پنکال میں داخل ہوا۔

رات کو جماعت احمدیہ پنکال کے زیر اہتمام جلسہ کا انتظام کیا یہ جلسہ محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت شروع ہوا۔ مکرم سید صمصام الدین صاحب نے تلاوت قرآن پاک کی۔ مکرم جناب مولوی سید محمد محسن صاحب معلم وقف جدید نے اولاد کی تربیت پر عالمانہ تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم سید غلام ہادی صاحب کی تقریر کی آپ کا موضوع تھا احمدیت ہم سے کیا چاہتی ہے۔ آپ کی تقریر اڑیہ زبان میں تھی۔ آخر میں مولانا موصوف نے رحمۃ اللعالمین کے موضوع پہ تقریر فرمائی اور آپ نے نہایت فصاحت سے بتایا کہ سیدنا حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تمام لوگوں کے لئے رحمت تھا آپ بچوں کے لئے رحمت بن کر آئے۔ آپ جوانوں کے لئے رحمت کا پیغام لائے آپ بوڑھوں کے لئے رحمت تھے اور پھر یہ کہ طبقہ نسوان کے لئے آپ رحمت تھے آپ نے تفصیل سے ان احسانات کا تذکرہ کیا جو صنف نازک پر پیغمبر اسلام نے کئے ہیں اور جن احسانات کی بدولت حضور نے صنف نازک کو زمین سے اٹھا کر ثریا تک پہنچا دیا۔ آپ نے اپنی فاضلانہ تقریر کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس طرح شعر پہ ختم کیا

یا رب صل علیٰ نبیک دائما
فی ھٰذہ الدنیا و بعث ثانی

بعد دعا جلسہ کی کارروائی ختم ہوئی۔

مانیابندھ میں تبلیغی جلسہ

مورخہ ۷؍اپریل کو جماعت احمدیہ پنکال کے زیر اہتمام مانیابندھ نامی گاؤں میں ایک تبلیغی جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ گاؤں پنکال سے تین میل کے فاصلہ پہ ہے اور اسمیں اکثریت غیر مسلم احباب کی ہے۔ بذریعہ دستی خطوط اور بذریعہ نقارہ جلسہ کا سارے گاؤں میں اعلان کیا گیا۔ بعد نماز مغرب جلسہ کی کارروائی جناب سری نند کشور پنڈا پنڈت کی زیر صدارت شروع ہوئی سب سے پہلے قرآن پاک کی تلاوت مکرم مولوی سید محسن صاحب نے کی تلاوت کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے ہندو مسلم اتحاد کے اہم موضوع پر سوا گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ تقریر کے آغاز میں سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد وید منتروں کی تلاوت سے آپ نے حاضرین کی توجہ کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سوا گھنٹہ تک تمام حاضرین ہمہ تن گوش ہوئے آپ کی تقریر کو سنتے رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہم لیکچر پیغام صلح کی روشنی میں آپ نے حضرت کرشن جی مہاراج اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات پر بھی روشنی ڈالی۔ غیر مسلم احباب اس لیکچر سے بے حد متاثر ہوئے اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ مکرم سید غلام ہادی صاحب مترجم کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور وہ نہایت عمدگی کے ساتھ آپ کی ہندی تقریر کا ساتھ ساتھ اڑیہ زبان میں ترجمہ کرتے جا رہے تھے۔ تقریر کے خاتمہ پر بعض احباب نے سوالات بھی کئے جن کے تسلی بخش جوابات محترم مولانا صاحب نے دیئے۔ جلسہ کی حاضری پانچصد سے اوپر تھی گاؤں کے عمائدین۔ پولیس افسران بھی جلسہ میں موجود تھے۔ پنکال سے بھی بہت سے احمدی احباب جلسہ میں شریک ہوئے۔ جلسہ ختم ہونے پر محترم مولانا پنکال کے دیگر احباب کی معیت میں رات کو ہی پنکال واپس تشریف لے آئے۔

پروگرام کے مطابق مورخہ ۸؍اپریل کو تبلیغی وفد کوٹ پڈ کے لئے روانہ ہوا۔ متعدد احباب موٹر بس کے اڈہ تک وداع کرنے کے لئے آئے اور ۱۲½ بجے یہ وفد کوٹ پڈ کے لئے روانہ ہو گیا۔ کوٹ پڈ کے احباب استقبال کے لئے سڑک پہ آئے ہوئے تھے۔ وفد کو پھولوں کے ہار پہنائے گئے اور قریباً ۲ بجے وفد کوٹ پڈ وارد ہوا۔

کوٹ پڈ میں تربیتی جلسہ

مورخہ ۸؍اپریل کو بعد نماز مغرب کوٹ پڈ میں ایک تربیتی جلسہ کا انتظام کیا گیا۔ یہ جلسہ بعد نماز مغرب محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور نظم کے بعد مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے جماعت کی ذمہ داریوں کے موضوع پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کے ساتھ جیسا نسبت پر جو زبردست حملہ ہوا ہے اس کا تفصیل سے تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کاسر صلیب تھے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم حضور کی کتب کا مطالعہ کریں اور احمدیت کی تبلیغ و اشاعت کے اہم فریضہ کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیں۔ مکرم سید غلام ہادی صاحب نے اڑیہ زبان میں حضرت مسیح موعود کی آمد کی اغراض پہ روشنی ڈالی۔ آخر میں محترم صاحب صدر نے ایک گھنٹہ تک صداقت حضرت مسیح موعودؑ کے موضوع پہ تقریر کی۔ آپ نے ابتداءً ان پیشگوئیوں کا تذکرہ فرمایا جو اس زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس کے بعد حضرت امام مہدی کی آمد اور آپ کی صداقت کے دلائل بیان کئے۔ آخر میں جماعت احمدیہ کے اہم مقام کا ذکر کرتے ہوئے احباب جماعت کو توجہ دلائی کہ ہمیں اپنے اس مقام کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اور اسی مقام کے مطابق ہمیں اپنے اعمال سرانجام دینے چاہئیں۔ دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔

رگڑی پاڑہ میں تبلیغی جلسہ

مورخہ ۹؍اپریل کو جماعت احمدیہ کوٹ پڈ نے کوٹ پڈ سے تین میل اور رگڑی پاڑہ میں ایک تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا۔ اس جلسے کا اعلان نقارہ کے ذریعہ کیا گیا اور بعض معزز افراد کو چٹھیاں ارسال کی گئیں۔ بڑماکے مجسٹریٹ صاحب نے صدارت کے فرائض سرانجام دیئے۔ مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے تلاوت قرآن پاک فرمائی۔ سید غلام ہادی صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کی اور مکرم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے مذہب کی ضرورت پہ مؤثر لیکچر دیا۔ بانیان مذاہب کی تعلیم پر روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے بتایا کہ مذاہب کے بانی خدا کی توحید کا ڈنکا بجانے کے لئے تشریف لائے اور ان کا مقصد وحید یہی تھا کہ ایک خدائی تعلیم زیادہ پھیلائی جائے۔ اس کے لئے آپ نے مختلف مذاہب کی کتب کے حوالہ جات پیش کئے اور اس طرح ثابت کیا کہ جملہ مذاہب بنیادی لحاظ سے متحد ہیں۔ ابتدا زمانہ سے اختلافات

پیدا ہوئے اور بعد میں یوں نظر آنے لگا گویا مذاہب ایک دوسرے کے برخلاف ہیں اور مذاہب ہی فتنہ و فساد اور اختلاف کی جڑ ہیں۔ آپ نے بتایا کہ مذاہب کے اصول فتنہ و فساد نہیں بلکہ امن اور آشتی کے ضامن ہیں بشرطیکہ ان اصولوں پر کما حقہ چلا جائے۔ آپ کا یہ لیکچر ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا اور اس کا اڑیہ ترجمہ ساتھ ساتھ مکرم سید غلام ہادی صاحب نے کیا۔ آپ کے لیکچر کے بعد انچارج آفیسر پولیس نے تقریر فرمائی۔ اور مذہب کے متعلق مولانا کے لیکچر کی تعریف کی اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے دلوں کی صفائی کے لئے اس قسم کے لیکچر بے حد ضروری ہیں۔

آپ کے بعد صاحب صدر نے بھی مولانا کی آمد اور آپ کے لیکچر پر بہترین الفاظ میں ریویو کیا۔ اور یہ فرمایا کہ دراصل اس قسم کا اہم لیکچر برہما جیسی جگہ پر ہونا چاہیئے۔ جہاں تعلیم یافتہ احباب زیادہ ہیں۔

(آئندہ مولانا صاحب کی آمد پر انشاء اللہ برہما میں ایک جلسہ کیا جائے گا)

مکرم سید غلام ہادی صاحب نے برہما سے آمدہ افسران اور دیگر حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور جلسہ دعا پر برخواست ہوا۔

صبح ۸ بجے وفد کوٹ پلہ سے واپس بنگال آیا۔ بنگال میں مولانا صاحب نے عزیزہ رضیہ بیگم بنت لطیف الرحمان صاحب کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ خطبہ نکاح میں شادی کی غرض و غایت روشنی ڈالی اور نکاح کے وقت پڑھی جانے والی آیات کی آپ نے تفسیر فرمائی۔

شام ۴ بجے وفد کٹک کے لئے روانہ ہوا۔ دوران قیام روزانہ صبح کی نماز کے بعد مولانا موصوف قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ اور اس طرح احباب جماعت روحانی طور پر آپ سے مستفیض ہوتے رہے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ رگڑی پاڑہ کے جلسہ کے بعد بعض غیر مسلم دوست تفسیر وغیرہ کتب لے کر کوٹ پلہ پہنچے اور مولانا صاحب سے بعض شلوکوں کا ترجمہ اور وضاحت چاہی نیز مسئلہ تناسخ کے متعلق بتایا کہ گیتا کے تین ایک شلوک اس کے خلاف ہیں۔ رات بارہ بجے تک یہ دوست بات چیت کرتے رہے۔

بنگال سے فارغ ہو کر مولانا شام کو کٹک میں بعض مجبوریوں کے پیش نظر کسی جلسے کا انعقاد نہ ہو سکا۔ البتہ انفرادی طور پر وہاں تبلیغ کی گئی۔

مورخہ ۱۳ اپریل کو نماز جمعہ مسجد

مدیر صدق کے تبصرہ پر ایک احمدی کے تاثرات

(از مکرم قاضی محمد ظہیر الدین صاحب احمدی عباسی ساکن مل پور کھیڑہ ضلع مین پوری یوپی)

مدیر صدق جدید جناب مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے اپنے پرچہ مورخہ ۲/۲۰ کی اشاعت میں سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ حیدر آباد قبول احمدیت کے بارہ میں ایک مراسلہ میں اپنے تبصرہ کے شائع کیا جسے پرچہ بدر مورخہ ۵/۶۲ میں نقل کیا گیا۔ مولانائے موصوف کے اس تبصرہ کو پڑھ کر مل پور کھیڑہ کے ایک احمدی بزرگ نے اپنے کچھ تاثرات مولانا صاحب کے نام ایک کھلی چٹھی کی صورت میں ارسال فرمائے ہیں جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ زیر نظر تاثرات ثابت شدہ حقائق پر مبنی ہونے کے باعث ہر متلاشی حق کو پوری سنجیدگی سے دعوت فکر دیتے ہیں۔ (ادارہ بدر قادیان)

جناب مولانا صاحب
السلام علیکم۔

اخبار بدر مورخہ ۲۴ رمئی ۱۹۶۲ء میں آپ کا تبصرہ جو آپ نے مکرم سید جعفر حسین صاحب ایڈووکیٹ حیدر آباد کے قبول احمدیت پر ارقام فرمایا ہوا ہے۔ بیشک سید صاحب موصوف نے آپ کے خیال میں عجلت سے کام لیا۔ لیکن عالیجناب غرض یہ ہے کہ ایمان کی چنگاری جب بھڑک اٹھی۔ ہے تو پھر بجھائے نہیں بجھتی ورنہ یہ چنگاری نہ معلوم کب سے سلگ رہی تھی۔ ہاں تفسیر کبیر اگر پہلے سید صاحب کے ملاحظہ میں آجاتی۔ تو اتنی دیر نہ لگتی۔ لیکن آپ خود ہی فرماتے ہیں کہ تفسیر کبیر۔ ہنوز میری نظر سے نہیں گذری۔ حالانکہ بقول آپ کے۔ آپ نے گاندھی جی۔ ٹیگور۔ سر رادھا کرشن۔ ڈاکٹر بھگوان داس مسز اینی بسنٹ کی تحریروں سے تقریباً دیسا ہی فائدہ اٹھایا ہے۔ جب بعض مسلمان اکابر و شیوخ کی تحریروں سے بیشک (بقول آپ کے) یہ وہی صداقتیں عالمگیر ہیں۔ بانی جس کا نام کل صداقت ہے اپنے ہر فرع اور ہر جزئیہ کے لحاظ سے وہ محدود و مختصر ہے۔ اس اسلام کے اندر۔ جو محفوظ ہے اوراق قرآن میں اور اس کی تفسیر، تشریح و توضیح میں جو رسول کریم سے متوارث چلی آرہی ہے اہل صحابہ کے ذریعہ و واسطے سے۔ بلکہ

پیدائشی مسلمان کے حق میں اللہ کا یہ سب سے بڑا احسان ہے کہ اس کے ہاتھ میں یہ پیمانہ کسی زحمت تلاش کے شروع سے ہی دیدیا ہے۔ ۔ ۔ پھر آخر بہار (بعالیجناب) اپنے ہاں کے علماء فضلاء سے عرض گستاخانہ بھی ہے جس کا رونا تو مولانا ہمیشہ ہی رویا کرتے ہیں۔ اور اخبار صدق جدید کے اوراق اس مرثیہ سے بھرے پڑے ہیں بگڑ سنتا کون ہے اور سنتے بھی ہیں۔ جبکہ عمل کی طاقت نہیں۔ آسمانی استعانت نہیں

تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ اسلام ہے کہاں۔ جو محفوظ ہے اوراق قرآن میں۔ جبکہ وہ محفوظ ہے اور بند ہے اوراق قرآن میں۔ عمل کرنے والا کوئی نہیں۔ تو قرآن کے اوراق کیا نفع بخش ہو سکتے اور انعام الٰہیہ اس امت پر سب ہی بند ہیں۔ نبوت بند۔ صدیقیت بند۔ شہیدیت بند۔ صالحیت بند۔ اسلام بند۔ قرآن بند۔ پھر اس کا کھولنے والا کوئی ہونا چاہیئے جناب رسول کریم تو خود تشریف لا دیںا۔ اور اسکو کھولیں تب کام بنے۔ ورنہ اور کس کو حق اور طاقت ہے جو اس کو کھول سکے۔ حالانکہ قرآن پاک میں یہ سب کچھ موجود ہے مگر (بقول آپ کے) اور غالباً تمام علماء و فضلاء کے) اور (عامۃ المسلمین کے) ناقابل عمل اب پر روز محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کہ اس معقل احاطہ کی لیکر آیا۔ اور قرآن پاک کی تصریح کے مطابق انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین کے انعامات نبوت۔ صدیقیت شہیدیت۔ صالحیت کے صحیح علم کو پھیلا دیا۔ مگر اس کو اب پسند نہیں کرتے۔ حتیٰ کہ تفسیر کبیر۔ جس نے قرآن کریم کے بند معارف کھولے ابھی تک آپ کے ملاحظہ میں نہیں آسکی۔ تو پھر براہ کرم اس اسلام کو جو بلا کسی زحمت تلاش کے پیدائشی مسلمان کو ملا ہوا ہے بتلایا جائے۔ کہ وہ کہاں ملیگا۔ اور وہ تفسیر و تشریح و توضیح جو رسول کریم نے جو متوارث چلی آرہی ہے۔ اہل صحابہ کرام کے ذریعہ اور واسطے سے۔ باقی

وہ کتابوں میں محفوظ اور بند ہے۔ اور جس طرح قرآن پاک زبانوں پر جاری ہے اسی طرح وہ بھی زبانوں پر جاری ہے مگر عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں جس کا نقشہ اگر کھینچا جائے تو ہر مسلمان بالخصوص علماء، فضلاء، فقہاء، درویشوں، پیروں، سجادہ نشینوں کے گھروں میں نے بحضور روزانہ ہماری آنکھیں دیکھتی ہیں۔ اور بقول اپنے ہندو اور آریہ دوستوں کے کہ وہ اسلام اور وہ توحید جس کی جڑ رسول کریم نے نہایت مضبوطی سے بہت گہری گاڑی تھی۔ ۔ ۔ آج امت رسول کے علما نے اس کو کھود کر پھینک دی۔ جو غیروں کو تو نظر آرہی ہے۔ مگر آپ جیسے بزرگوں کو بھی نظر نہیں آتی۔ اور اگر نظر آتی ہے تو آپ مجبور ہو کر آنکھیں بند کر لیتے ہیں مگر ایک عاشق رسول کریم ثانی اسول مگر یہ آسمان سے نازل ہو کر اس کھدی ہوئی جڑ کو از سر نو اسی مقام پر گاڑ رہا ہے۔ اور عملاً اور عقلاً و نقلاً اس کی اشاعت و تبلیغ میں جان لڑا رہے اور اس کی مرتبہ نظام اور جماعت کے ذریعہ دنیا کے کناروں میں اصلی اور پرانا اسلام مگر نیا نظام قائم کر رہا ہے اس کو دیکھ کر دشمن کے دل کباب ہو رہے ہیں پس دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بندوں کو اور قفلوں کو جو عقلوں پر وماغوں پر آنکھوں پر قلبوں پر بوجہ عقیدے رنگ انعام الٰہیہ (انعم اللہ علیہم) کے پڑے ہوئے ہیں کھولے۔ اور بحر محمدی ذریعہ دریاؤں یعنی امتی نبوت اور نہروں یعنی امتی صدیقیت اور نالوں یعنی امتی شہیدیت اور نالیوں یعنی امتی صالحیت نے تمام دنیا کو سیراب کر دے اور انشاء اللہ نظام نو جو آسمانی ہے اسکے ذریعہ ایسا ہی ہوگا۔ جب کہ ہو رہا ہے آپ نے خود فرمایا ہے کہ اے علمائے امت بجائے فتویٰ کفر کے خونی تلوار کے جہاد تبلیغ دعوت وجدال احسن بطریق زمانہ استعمال کیجئے۔ اور دیکھئے کہ اس جماعت میں وہ کونسی خوبیاں ہیں۔ اور کیا کیا ترغیبات عقلی و نقلی ہیں۔ جو ایک پیدائشی مسلمان کو احمدیت کے گروہ میں جا شامل کرا دیتے ہیں۔

عبد القدیر صاحب کے مکان پر ادا کی گئی۔ خطبہ میں کٹک کے احباب کو جمعہ کے قیام کی طرف توجہ دلائی۔ اور بتایا کہ جمعہ مسلمانوں کے لئے ایک عید ہے ہمیں اس کی عظمت کو برقرار رکھنا چاہیئے۔ اور ایسا نہ ہو کہ جس طرح بنی اسرائیل سبت کی بے حرمتی کے باعث خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوئے ہم بھی انہی کی خیال ہوں۔ نماز جمعہ میں شرکت کے لئے جو دصار سے بعض دوست تشریف لائے۔ مورخہ ۱۴ اپریل کو وفد کیرنگ کے لئے روانہ ہوا۔ (باقی)

پونچھ میں شہیدی گوردوارہ کی تقریب پر ایک تقریر

سکھ مسلم خوشگوار تعلقات کا ایک پسندیدہ نمونہ

پونچھ ۶ جون ۱۹۶۲ء آج شہر پونچھ میں گوردوارہ سنگھ سبھا کے زیر اہتمام شری گورو ارجن دیو جی کا گوروپُرب بڑی شان سے منایا گیا۔ ہزاروں کے مجمع میں جماعت احمدیہ پونچھ کا پریذیڈنٹ ہونے کے باعث خاکسار کو بھی شمولیت اور تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ خاکسار بھی وقت مقررہ پر پہونچ گیا۔ منتظمین نے کشادہ دلی سے اس عاجز کو سٹیج پر نہایت قریب ہی جگہ دی۔ اور تقریر کے آغاز سے قبل اچھے الفاظ میں سامعین سے خاکسار کا تعارف کرایا۔ خاکسار نے اپنی تقریر کا آغاز اس شعر سے کیا ؎

نہ ہر مرد مرد است شمشیر زن خدا ہیچ انگشت یکساں نہ کرد

میں نے بتایا کہ اگرچہ ہر شخص کی طبیعت دوسرے سے مختلف ہے لیکن روحانی لوگ اس امر کو وجہ نزاع نہیں بنایا کرتے۔ اس کے بعد تفصیل سے اس بات کو واضح کیا کہ پرانے زمانہ میں جو مسلم حکمرانوں کی سکھ بزرگوں کے ساتھ مناقشت بتائے جاتے ہیں درحقیقت یہ بھی انگریزوں کی چال تھی۔ ان واقعات کو غلط رنگ میں پیش کیا گیا تاکہ دو قوموں میں تفرقہ ڈال کر ان پر حکومت کرنے کا رستہ صاف ہو جائے۔ ورنہ اس بات کے قوی شواہد موجود ہیں کہ مسلم بادشاہوں کے سکھ گوروؤں کے ساتھ بڑے اچھے تعلقات تھے۔ یہاں یہ امر بھی کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے کہ مسلم حکمرانوں کی طرف سے اگر کچھ ہوا تو وہ اُس وقت سیاسی حالات کے باعث تھا نہ کہ مذہبی بنیاد پر۔ اس موقعہ پر میں نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کا حسب ذیل حوالہ پڑھ کر واضح کیا۔ حضور اپنی کتاب ست بچن میں فرماتے ہیں:۔

”ہم اس بات کو بھی افسوس کے ساتھ لکھنا چاہتے ہیں کہ جو اسلامی بادشاہوں کے وقت میں سکھ صاحبان سے اسلامی حکومت نے کچھ تیز اور کبھی لڑائیاں ہوئیں تو یہ تمام باتیں درحقیقت دنیوی امور تھے اور نفسانیت کے تقاضے سے ان کی ترقی ہوئی تھی اور دنیا پرستی نے ایسی نزاعوں کو باہم پیدا کر دیا تھا مگر دنیا پرستوں پر افسوس کا مقام نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ تاریخ بہت سی شہادتیں پیش کرتی ہے کہ ہر ایک مذہب کے لوگوں میں یہ نمونے موجود ہیں کہ راج اور بادشاہت کی حالت میں بھائی کو بھائی نے اور بیٹے نے باپ کو اور باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا۔ ایسے لوگوں کو مذہب اور دیانت اور آخرت کی پرواہ نہیں ہوتی ..... ہر ایک فریق کے نیک دل اور شریف آدمی کو چاہیئے کہ خود غرض بادشاہوں اور راجاؤں کے قصوں کو درمیان میں لا کر خواہ مخواہ ان کے کینوں سے جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل تھے آپ حصہ نہ لے۔ وہ ایک قوم تھی جو گذر گئی۔ ان کے اعمال ان کے ساتھ اور ہمارے اعمال ہمارے ساتھ۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی کھیتی میں ان کے کانٹے کو نہ بوئیں۔ اور اپنے دلوں کو محض اس وجہ سے خراب نہ کریں کہ ہم سے پہلے بعض ہماری قوم میں ایسا کر چکے ہیں“

(ست بچن صفحہ ۱۰۶)

اس موقعہ پر خاکسار نے اپنی پنجابی نظم بھی پڑھی۔ جسے سامعین کی طرف سے بہت پسند کیا گیا۔

خاکسار محمد صدیق ناز صدر جماعت احمدیہ پونچھ

ولادت

محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی کے فرزند اکبر مکرم شیخ محمد احمد صاحب طاہر مرحوم جو بلند پایہ صحافی، ادیب اور اسلامی تاریخ کی عربی کتب کے تراجم کرنے میں کمال شہرت رکھتے تھے پچاس سال کی عمر میں اسی سال ماہ جنوری کو وفات پا گئے تھے۔ ان کی شادی دو سال قبل ہوئی تھی ان کی زندگی میں کوئی بچہ نہیں ہوا تھا لیکن بوقت وفات ان کی اہلیہ امید سے تھیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مرحوم کے ہاں بطور نعم البدل مورخہ ۱۸ جون ۱۹۶۲ء کی درمیانی شب کو ایک بچے فرزند تولد ہوا ہے ہم اس خوشی میں محترم شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی اور خاندان کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں نومولود کا نام اس کے مرحوم والد کے نام پر احمد طاہر رکھا گیا ہے احباب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی سے پروان چڑھائے اور اسے عمر دراز عطا کرے اور اپنے والد مرحوم اور حضرت احمدیہ کے علم و فضل کا وارث اور خادم دین بنائے آمین [illegible]

درویش فنڈ ایک مستقل تحریک ہے

قادیان کو آباد رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ خواہ وہ دنیا کے کسی گوشہ میں رہتا ہو۔ مگر وہ احباب جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ اس جہت سے کہ یہ مقدس مقام اُن کے اپنے ملک میں واقع ہے ان کی ذمہ داریاں اور بڑھ جاتی ہیں۔ پس ہندوستان میں رہنے والے سب احباب کا فرض ہے کہ آبادی کے پیش نظر درویشان کی دلجوئی کا پورا پورا خیال رکھیں اور انہیں مالی تنگی کی وجہ سے پریشانیوں اور ذہنی کوفت سے دوچار نہ ہونے دیں۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے چندوں میں اضافہ آمد کے پیش نظر موجودہ مالی سال میں بھی توقع کی گئی ہے کہ احباب جماعت مالی قربانی کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتے ہوئے مرکز کی آواز پر لبیک کہیں گے۔ اور لازمی چندہ جات کی سو فی صدی ادائیگی کے علاوہ درویش فنڈ کی تحریک میں بھی زیادہ سے زیادہ حصہ لے کر متوقع اضافہ آمد کی رقم کو پورا کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے اور اپنے پیارے امام کی خوشنودی حاصل کرنے والے بنیں گے۔

اس تحریک میں حصہ لینے کے لئے فارم وعدہ جات جملہ جماعتوں کو بھجوائے گئے ہیں۔ جملہ جماعتوں کے اُمراء، مبلغین، صدر صاحبان، اور سیکرٹریان مال کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ درویش فنڈ کی تحریک کو تمام دوستوں تک پہنچا کر اور ان کے وعدے کو مکمل کر کے جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں۔ اور کوشش کریں کہ جماعت کا کوئی فرد اس بابرکت تحریک سے باہر نہ رہ جائے۔

ناظر بیت المال قادیان

صداقتِ احمدیت کا غیر معمولی اثر

(بقیہ صفحہ ۳)

دوسرا امر اسلام جوائی اشاعت میں دوسری جگہ نقل کیا گیا ہے۔ اس کے آخر میں بھی مولانا صاحب نے چند سطروں کا تبصرہ فرمایا ہے جسے ہم نے عمداً اجتناباً نقل کر دیا ہے۔ قارئین کرام سے ہماری درخواست ہے کہ اس حصہ کو ایک بار پھر مطالعہ فرمائیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے احمدی بھائی کے ”بیان صفائی“ نے مولانا صاحب کو بہت حد تک مطمئن کر دیا ہے۔ ان سب باتوں کو چھوڑ کر مولانا صاحب کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعوئے نبوت کے متعلق شکایت ہے جسے موصوف نے شدید ترین بد احتیاطی قرار دیا ہے۔ لیکن ہمیں آپ جیسے جید عالم دین پر تعجب آتا ہے کہ انہوں نے یہ کیا بات لکھ دی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تو جو کچھ اپنے منصب یا مرتبہ کے متعلق لکھا محض خدا تعالیٰ کے حکم اور ارشاد کے ماتحت لکھا نہ کہ اپنی طرف سے سوچ بچار کے نتیجہ میں حقیقت یہی تو وہ ما بہ الامتیاز ہوا کرتا ہے زمینی اور آسمانی دعویداروں میں۔ اور اسی کی طرف قرآن کریم میں ان اتبع الا ما یوحیٰ الی کے الفاظ میں متعدد بار توجہ دلائی گئی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی طرف سے سوچ بچار کے بعد یہ سلسلہ جاری کیا ہوتا اور اپنے دعاوی کی بنیاد اپنی ہی عقل و فہم پر ہوتی تب تو ممکن ہے مولانا صاحب کا مشورہ کسی حد تک قابل غور سمجھا جاتا لیکن جس صورت میں کہ معاملہ ہی بالکل برعکس ہے۔ اور جو کچھ ہوا خدا تعالیٰ کی منشاء اور اس کے اشارہ سے ہوا تو دوسرے کی دور اندازی یا مشورہ کے کیا معنے؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت سے قبل بھی تو مخالفین کی طرف سے اسی قسم کی پیشکش کی گئی مگر کیا حضور نے کبھی بھی مداہنت سے کام لیا؟ اور کیا کسی وقت آپ اپنے موقف سے ایک انچ بھی پیچھے ہٹے اور مخالفین کے مشورہ کو قبول فرمایا؟ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ بالآخر مخالفین ہی کو اپنی غلطی کا اقرار کرنا پڑا۔ پس وقت آتا ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے دعاوی کو شدید ترین بد احتیاطی قرار دینے والے بھی اپنی غلطی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اور جب انہیں بھی بصیرت کی نگاہ حاصل ہو جائے گی اُنہیں بھی حضور کے دعاوی برحق اور برمحل دکھائی دیں گے کہ اُن میں بڑی خوبیاں نظر آئیں گی۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

قفسِ نامۂ آسماں ست ایں برسالت شود پیدا

— (بقیہ [illegible]) —

خبریں

نئی دہلی۔ ۲۳ر جون۔ راجیہ سبھا میں آج امور خارجہ پر بحث کے دوران وزیر اعظم مسٹر نہرو نے کہا کہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ گوا اور کشمیر جیسے اہم مسائل پر امریکہ اور برطانیہ نے ہمیشہ ہندوستان کی مخالفت کی۔ روسیوں کی کوششوں سے ہندوستان میں ان ممالک کے حق میں دوستی کی جو فضا پیدا ہوتی ہے۔ وہ مجلس تحفظ میں اس قسم کی ایک تقریر سے ختم ہو جاتی ہے۔ آواز سے تیز جنگی جہازوں کی خریداری کا فیصلہ کرتے وقت ہم کسی دباؤ کی چالوں میں نہ آئیں گے۔ نہ ان امیدوں پر بھروسہ کریں گے کہ جہاز نہ خریدنے کی صورت میں ہندوستان کو مزید امداد دی جائے گی۔

امریکہ و برطانیہ نے جو رویہ اختیار کیا ہے اس کی وجہ سے ان ممالک کی خیر سگالی کے متعلق شبہ ہوتا ہے۔

پاکستان کو امریکی فوجی امداد کے باعث ہندوستان کو ذہنی اور مالی نقصان پہنچا ہے پاکستان کو امریکی فوجی امداد کے باعث ہندوستان مجبور ہے کہ دفاعی ساز و سامان خریدے۔ پاکستان کو امریکہ امداد دے رہا ہے اور ہندوستان کو اقتصادی امداد دے رہا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ امریکی ماہرین کیا سوچ رہے ہیں۔ ہندوستان کی سلامتی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

اقوام متحدہ (نیو یارک) ۲۳ر جون۔ گذشتہ شب اقوام متحدہ کی مجلس تحفظ میں روس نے آئرلینڈ کی کشمیر کے متعلق تجویز کو ویٹو کے ذریعہ رد کر دیا اور اس کے بعد مجلس تحفظ کا اجلاس ملتوی ہو گیا اور کسی نئی تاریخ کا اعلان نہیں کیا گیا ہے۔ آئرلینڈ کی قرارداد میں ۴۹-۱۹۴۸ء کے ہند پاک کمیشن کے ریزولیوشنوں کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ ہندوستان و پاکستان سے کہا گیا ہے کہ وہ جتنی جلدی ہو سکے اس سوال کو طے کرنے کے لئے براہ راست مذاکرات کریں۔ جب مجلس تحفظ میں آئرلینڈ کی اس قرارداد پر ووٹ لئے گئے تو اس کے حق میں سات ووٹ آئے۔ اور مخالفت میں ۲ نمائندوں نے ووٹنگ میں حصہ لیا۔ روس اور رومانیہ نے مخالفت میں ووٹ دیئے۔ گھانا اور متحدہ عرب جمہوریہ نے ووٹنگ میں حصہ نہیں لیا۔ امریکہ برطانیہ آئرلینڈ چلی وینزویلا کومن تانگ اور فرانس نے اس کی حمایت کی۔ آخر میں روس نے اپنا حق تنسیخ استعمال کیا۔ اور اس کو رد کر دیا جب تجویز پیش ہوئی تو ہندوستان کے نمائندہ مسٹر کرشنا مینن نے کہا کہ آئرلینڈ نے یہ قرارداد پیش کر کے ہندوستان کے خلاف ایک غیر دوستانہ کارروائی کی ہے اس سے ہندوستان کو دھکا پہنچے گا۔ مسٹر مینن کی اس مخالفت پر روسی نمائندہ مسٹر موروزوف نے ویٹو کیا۔

بمبئی ۲۲ر جون۔ ہندوستان کی وزیر صحت ڈاکٹر سشیلا نیر نے یہ انکشاف کیا ہے کہ اس وقت ساری دنیا کی آبادی تین ارب ہے جو آئندہ بیس سال میں بڑھ کر چار ارب ہو جائیگی ایشیا کی موجودہ آبادی ایک ارب ۸۰ کروڑ ہے۔ امید ہے آئندہ بیس سال میں یہ دو ارب تیس کروڑ سے بھی بڑھ جائے گی۔ ڈاکٹر سشیلا نیر نے بتایا کہ ہندوستان میں اضافہ آبادی کی شرح دو فیصدی سالانہ ہے۔

پٹیالہ۔ ۲۴ر جون۔ صدر جمہوریہ ڈاکٹر رادھا کرشنن نے آج یہاں پنجابی یونیورسٹی کا افتتاح کیا۔ اگرچہ فی الحال اس یونیورسٹی میں انگریزی ہی ذریعہ تعلیم رہے گی۔ لیکن بتدریج پنجابی کو ڈگری کی سطح تک ذریعہ تعلیم بنا دیا جائے گا۔ ہندی لازمی مضمون ہوگا۔ یونیورسٹی میں گیارہ فیکلٹیاں اور ۴۰ ڈیپارٹمنٹ ہوں گے۔ صدر جمہوریہ نے اس موقعہ پر ایک تقریر میں کہا کہ علاقائی زبانوں کی ترقی پر مرکزی حکومت خاص زور دے رہی ہے۔ یہ پہلی یونیورسٹی ہے جو کسی زبان سے موسوم کی گئی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں دوسری زبانوں کو موقعہ نہ ملے گا۔ انہوں نے زور دیا کہ تعلیمی اداروں کو مذہب سے دور رکھا جائے۔ اگرچہ پنجابی زبان کی ترقی اس یونیورسٹی کا خاص مقصد ہے۔ لیکن اعلیٰ تعلیم اور ریسرچ کی حوصلہ افزائی بھی کی جائے گی۔

نئی دہلی۔ ۲۵ر جون۔ آج ممبران پارلیمنٹ کا سٹڈی کیمپ لگا۔ جس میں یہ خیال ظاہر کیا گیا کہ کئی علاقوں میں ذات پات کا اب بھی بہت زور ہے اور علاقہ پرستی اور بھاشا پرستی آبادی کے جذبات پر غالب آ جاتے ہیں۔ ممبروں نے نئے اقدامات کا سجھاؤ دیا ہے۔ اور کمیونٹی ڈیویلپمنٹ۔ انفارمیشن اور براڈکاسٹنگ اور تعلیم کی وزارتوں سے کہا ہے کہ وہ ان تخریبی قوتوں کا مقابلہ کرنے اور قومی اتحاد کے پیغام کو پھیلانے کے لئے مشترکہ پروگرام طے کریں۔ ممبروں نے تجویز کیا کہ ایسی درسی کتابیں تیار کی جائیں جن میں قومی اتحاد پر زور دیا جائے سائنٹیفک جذبہ پیدا کیا جائے۔ اور ایک ذات کی دوسری ذات میں شادیوں کو مقبول بنایا جائے۔

نئی دہلی ۲۵ر جون۔ مرکزی وزیر تعلیم ڈاکٹر کے ایل شریمالی نے شری ایم جی لعل گر کے ایک سوال کے تحریری جواب میں بتایا کہ پنجاب کے سوا ملک کے تمام پردیشوں نے قومی ایکتا کمیشن کی اس سفارش کو منظور کر لیا ہے کہ تعلیمی اداروں میں روزانہ کا کام جن گن من سے یا قومی گیت گانے سے شروع ہو۔ ڈاکٹر شریمالی نے کہا کہ اس سلسلے میں پنجاب گورنمنٹ کے جواب کا انتظار کیا جا رہا ہے۔

مدراس ۲۵ر جون۔ مدراس کی ایک علیحدگی پسند جماعت تامل نیشنل پارٹی نے کل شمالی مدراس میں شارع عام پر بھارت سرکار کے گزٹ کی وہ نقول جلائیں جن میں ہندی کے نوٹیفکیشن درج تھے۔ اس شرانگیز کارروائی میں اس پارٹی کے ۲۷ ورکروں نے حصہ لیا۔ اور ان کی رہنمائی شری ای۔ وی۔ کے سمپت کر رہے تھے۔ شری سمپت نے کہا کہ یہ کارروائی اس لئے کی گئی ہے کیونکہ بھارت سرکار غیر ہندی بھاشی لوگوں پر ہندی ٹھونسنے کے ارادے برابر جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس موقع پر ان علیحدگی پسند لوگوں نے ہندی امپیریلزم مردہ باد کے نعرے لگائے۔ ان والنٹیروں میں سات عورتیں بھی شامل تھیں۔ شری سمپت نے کہا کہ گزٹ کی نقول ۲۵ مقامات پر جلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا مرکزی سرکار انگریزی کے ساتھ ساتھ ہندی نوٹیفکیشن جاری کر کے دوسری بھاشاؤں کو ادنیٰ پوزیشن دے رہی ہے۔ اور ہندی کو برتری کا تاج پہنایا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا میری پارٹی کو ہندی سے بطور بھاشا کوئی نفرت نہیں ہے یہ تو ہندی امپیریلزم کے منافی ہے۔ انہوں نے کہا کہ انگریزی کے نوٹیفکیشن جلانے کی کارروائی اس لئے نہیں کی جا رہی کیونکہ یہ ہندی کی طرح ٹھونسی نہیں جا رہی۔

بخارسٹ ۲۵ر جون۔ وزیر اعظم روس مسٹر خروشچیف نے ۸۰ ہزار اشخاص کے اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ سرمایہ دارانہ نظام والے ممالک کی حکومتیں اور انڈونیشی جمعیتیں روس اور مغربی ممالک میں سمجھوتہ اور مفاہمت کی ضرورت کو بڑی شدت سے محسوس کر رہی ہیں۔ لیکن جنگ کا خطرہ ابھی دور نہیں ہوا۔ اور ہم اپنی ڈیفنس صلاحیتوں کو بڑھانے اور مضبوط کرنے پر مجبور ہیں۔

پٹیالہ ۲۵ر جون۔ کوروکشیتر فیز زمان سوسائٹی کے ایک وفد نے شری کیشو رام پاسی سابق جسٹس ہائیکورٹ کی رہنمائی میں راشٹرپتی ڈاکٹر رادھا کرشنن سے ملاقات کی۔ اور درخواست کی کہ کوروکشیتر کے دو متبرک تالابوں برہم سر اور سنہت سر سے گاد نکالنے کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کافی مالی امداد دی جائے۔ ان دونوں تالابوں کو بہتر بنانے کا کام آج سے ۵۰ سال پہلے شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت سے اب تک گیتا بھون تیار کرنے کے علاوہ تین پلے گھاٹ تعمیر کئے گئے ہیں اور سو بہ گھاٹ زیر تعمیر ہیں۔ وفد نے یہ تجویز پیش کی کہ بھاکڑا کی سپلائی نہر کو ڈیڑھ میل آگے کوروکشیتر تک بڑھایا جائے نیز خالص اور بہتے ہوئے پانی کے نکاس کا انتظام کیا جائے۔ نیز ان متبرک تالابوں کے گھاٹوں کے ارد گرد ایک سرے تک سبزہ اگایا جائے تاکہ تالابوں کا منظر دلفریب ہو۔ راشٹرپتی نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ ان کی تجاویز پر غور کریں گے۔

جاننا یہ امر قابل ذکر ہے کہ کوروکشیتر فیز زماد سوسائٹی کا مقصد ہے کہ کوروکشیتر کی پرانی عظمت کو بحال کیا جائے اور مختلف تیرتھ استھانوں کو ٹھیک حالت میں رکھا جائے۔